إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا

الحمد للہ کہ کتاب مفید البریہ

موسوم بہ

تذکرۂ حمیدیہ

مشتمل بر حالات بابرکات سلطان التارکین حضرت حمید الدین حاکم رحمۃ اللہ علیہ

مدفون قلعہ مئو مبارک (سابق) ریاست بہاولپور ضلع رحیم یار خاں اسٹیشن ترنڈہ

مؤلفہ

جناب شیخ شہر اللہ بن رحمۃ اللہ لانگاہ ملتانی بزبان فارسی

جسے

خاکسار غلام دستگیر نامی حاکمی متولی اوقاف اشرف نے اردو میں ترجمہ کر کے بار دوم درگاہ قطب العالم حضرت

عبد الجلیل چوہڑ شاہ بندگی واقع میکلوڈ روڈ لاہور سے شائع کر کے ۱۹۵۹ء ۱۳۷۸ھ میں مفت تقسیم کیا

گلزار عالم پریس لاہور

8372

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

حضرت سلطان حمید الدین حاکم کی تعریف حضرت صدر الدین عارف کی زبان سے

یا من بنی قصرا رفیعا بالعلی — وشید ارکان الزهادة والتقی

اے وہ ذات شریف جنہوں نے طریقت کی بلندیوں میں ایک — اونچا محل بنایا اور زہد و تقویٰ کے ارکان مضبوط کئے

انت العجیبة فی اخیر زماننا — واظهرت محض کرامة بالانتهی

آپ ہمارے آخری زمانے میں معجزہ ہیں — اور آپ نے آخری وقت میں کرامت کا اظہار کیا

شبلی وقت فی الزمان رایته — فی الفضل شمسا طالعا بالاهتدی

آپ زمانہ میں اپنے وقت کے شبلی ہیں اے مخاطب — تو انہیں فضیلت میں ہدایت کا چمکتا ہوا آفتاب دیکھے گا

اعنی حمید الحق قطب دیارنا — وجنید ثان حالیا اهل النهی

میری مراد حضرت حمید الدین حاکم ہیں جو ہمارے علاقہ کے قطب ہیں — اور جنید ثانی ہیں اہل بصیرت کو زینت دینے والے ہیں

صدر المشائخ حاکم فی دهرنا — احی رسوم الشرع من بین الوری

مشائخ کے سردار اور ہمارے زمانہ میں طریقت کے حاکم ہیں — جنہوں نے لوگوں کے درمیان شریعت کے احکام زندہ کئے

فی الفقه ابهی والاصول مدارکا — واعلم من علمائنا فی من سـ

وہ علم فقہ میں سب سے زیادہ روشن اور علم اصول میں اس کا مرکز ہیں — اور ہمارے بقیہ علماء میں سب سے زیادہ عالم ہیں

ان عصر فی العلوم بفضله — نعمان وقت باهر بالمنتهی

آپ اپنی فضیلت علمی کے سبب تمام علوم میں سحبانِ زمانہ ہیں — اور اپنے وقت کے حضرت نعمان بن ثابت ہیں انتہائی علوم

ورع تقی واصل الحق ذاته — وازکی بفضل نبینا خیر الور

پرہیزگار ہیں صاحب تقویٰ ہیں آپ کی ذات واصلِ حق ہے — ہمارے نبی افضل اخلاق کے فضل سے زیادہ صفائی

هو الحاکم القرشی فی الاسناد — قطب الزمان وقدوة فی الاصـ

آپ نسبت خاندان میں حاکم قریشی ہیں — زمانہ کے قطب ہیں اور صوفیوں کے مقتدا

Marfat.com

ذخیرہ محمد وقار مجددی

خانقاہ حضرت عبدالجلیل قطب العالم

لودھیوں کے دور کا ایک علمی و روحانی مرکز

بر سر تربت من چوں گزری ہمت خواہ ؛ کہ زیارت گہ رندان جہان خواہد بود

پروفیسر محمد شجاع الدین ایم اے استاذ التاریخ دیال سنگھ کالج لاہور

ذیل کا مضمون روزنامہ احسان لاہور مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا تھا جسے میں تذکرہ ہٰذا میں شامل کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ قارئین کو علم ہو جائے کہ سلطان التارکین حضرت حاکم سندھ جس غرض (اشاعت دین) کے لئے سلطنت کو ترک کیا تھا وہ ان کی اولاد کے ایک فرد (حضرت عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ) نے دارالسلطنت (لاہور) میں مقیم ہو کر کس شان سے پوری کی۔ تاریخ جلیلہ مطبوعہ ۱۹۲۷ء اس بارے میں مفصل کتاب ہے مگر وہ ختم ہے۔ لہٰذا پروفیسر صاحب موصوف کا یہ مضمون مختصر حضرت قطب عالم کے ارادتمندوں کی آگاہی کے لئے کافی ہوگا۔ آپ کا تذکرہ قطبیہ کا نوشتہ دیباچہ بہت سی معلومات کا حامل تھا مگر افسوس ہے کہ جہاں دفتر اخبار تعلیم لاہور میں رکھی ہوئی میری کئی کتب ضائع ہو گئیں وہاں تذکرہ قطبیہ بھی گم ہو گیا۔ واللہ عزیز ذو انتقام

خانقاہ حضرت عبدالجلیل قطب العالم

شہر لاہور سلطان محمود غزنوی کے زمانے سے اسلامی طرز تمدن کا مرکز چلا آ...

Marfat.com

متعدد علماء، و فضلاء، اور ادباء، و شعرا پیدا ہوتے رہے ہیں۔ مسعود و سعد سلمان کے زمانے سے لیکر اقبال اور ظفر علی خاں کے دور تک خدا معلوم کیسے کیسے با کمال اس شہر میں رونق افروزِ بزمِ ہستی ہوئے ہیں۔ کہ ان کے نام اور ان کے مزارات کے نشان تک مٹ چکے ہیں۔ ع

بہت سے ایسے ہیں گزرے جنکے نہ نام باقی نہ کام باقی

جن باکمالوں کے حالات تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اور جن کے مرقد نواحِ شہر میں ملتے ہیں۔ ان کے واقعات زندگی اور ان کے مقابر سے بھی لوگ بالکل لاپروا ہیں۔ عوام تو الگ رہے۔ اکثر حالتوں میں خود ان بزرگوں کے اخلاف سجادہ نشین بھی ان کے حالات سے ناواقف ہیں اور انہیں بزرگوں کے مقابر کے تحفظ یا ان کی تالیفات و تصنیفات کی اشاعت کی کچھ پروا نہیں۔ اکثر حالتوں میں وہ بزرگوں کی ہڈیوں کو جلبِ زر کا ذریعہ بنانے کے سوا ان کے آثار سے اور کچھ غرض نہیں رکھتے۔ لیکن اس مایوس کن اور تاریک فضا میں بھی امید کی کرن نظر آ ہی جاتی ہے۔ اور ایسے خدا شناس انسان بھی کہیں نہ کہیں مل ہی جاتے ہیں جن کے افعال و کردار پر نطق تحسین کے پھول برساتی ہے

میکلوڈ روڈ کے آثارِ قدیمہ

میری عادت ہے۔ کہ اگر کسی علاقے میں جانے کا اتفاق ہو تو اپنے کام سے فراغت کے بعد یا پہلے اس علاقے کی تاریخی یادگاروں اور بزرگوں کے مزاروں کو ضرور دیکھتا ہوں۔ اور ان مقامات سے متعلقہ تمام تاریخی واقعات کو چشم تصور سے دیکھتا ہوا۔ اور اکثر حالتوں میں دیدۂ عبرت میں سے آنسو بہاتا ہوا واپس آتا ہوں

اشکباری کے بہانے ہیں یہ اجڑے بام و در
گریۂ پیہم سے بینا ہے ہماری چشمِ تر

قومی یادگاروں کو کس مپرسی کی حالت میں دیکھ کر بے حد مایوسی ہوتی ہے۔ اور طبیعت پر حزن و ملال کی تاریک گھٹائیں چھا جاتی ہیں

Marfat.com

اسی عادت کے مطابق چند روز ہوئے میکلوڈ روڈ (متصل قلعہ گجر سنگھ) پر سے گزرتے ہوئے مزار حضرت شاہ عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگیؒ کی زیارت کا اتفاق ہوا۔ یہ بزرگ لودھیوں کے زمانے میں لاہور میں رہتے تھے۔ آپ یکم رجب ۹۱۰ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۵۰۴ء میں فوت ہوگئے اور اپنی خانقاہ میں جہاں وہ مدتوں ترویج علوم ظاہری و باطنی اور تبلیغ دینِ الٰہی میں مصروف رہے دفن ہوئے آپ کی قبر آپ کی وسیع خانقاہ کے ایک چھوٹے سے تہ خانے میں ہے۔ جو لودھیوں کے دور کی یادگار ہے۔

آپ کے مقبرے کے متصل آپ کے مرید شیخ موسیٰ آہنگر کا سبز گنبد ہے۔ جو بلا مبالغہ سبز کاشی کاری کے سبب ہماری بہترین قومی یادگاروں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ اس کے قریب ہی ایک قدیم مسجد ہے۔ جسے آج کل جامع مسجد محلہ حافظ ولی اللہ" کہا جاتا ہے

تحقیقات چشتی، سید محمد لطیف کی کتاب "لاہور" اور رائے بہادر کنہیا لال کی "تاریخ لاہور" میں اسے "نقیباں والی مسجد" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور زمانہ تعمیر عہدِ عالمگیری متعین کیا گیا ہے۔ مگر مسجد کے گنبدوں اور دیواروں کے معائنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مسجد بھی لودھیوں کے عہد کی یادگار ہے۔ مختلف تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لودھیوں کے عہد میں شہر لاہور اسی نواح میں آباد تھا۔ موجودہ نشتا بازار کا نام محمد شاہ کاکو تھا۔

قادول کے عہد میں بھی اس کے ایک، جنہے

کا یہی نام رہا (شاہ کاکو سلسلہ چشتیہ کے ایک بزرگ تھے جن کا مزار سکھوں نے [illegible] گنج کے ساتھ ہی ۱۹۳۵ء میں برباد کر دیا تھا) مزار حضرت شاہ عبدالجلیل [illegible] کہلاتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مذکورہ صدر مسجد اس محلے کی جامع مسجد تھی

اکبر کے زمانے میں بایزید خاں نام ایک درباری امیر کو یہ علاقہ بطور جاگیر مرحمت ہوا۔ تو اس نے یہاں بہت سی عمارتیں بنوائیں۔ وہ خود اپنی کتاب "تذکرہ ہمایوں و اکبر" میں لکھتا ہے کہ اس نے ایک قدیم اور شکستہ حال مسجد کی مرمت بھی کرائی تھی۔ جو اس علاقے میں واقع تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہی مسجد تھی۔ ہو سکتا ہے

Marfat.com

کہ عالمگیری دور میں بھی اس کی مرمت کرائی گئی ہو۔ اور اسی سبب مولوی نور احمد چشتی مرحوم نے اس تعمیر کو اس دور کی طرف منسوب کر دیا۔ یا انہوں نے کسی ایسی زبانی روایت کی بنا پر یہ بات لکھی ہو جو قرینِ حقیقت نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے بعد آنے والے مورخین نے ان کی کورانہ تقلید کی۔

مزار شاہ عبد الجلیلؒ کی موجودہ حالت اور جدید مرمّت

بہر کیف میں ۲۵ اپریل کو پانچ بجے کے قریب مزار حضرت شاہ عبد الجلیلؒ پر حاضر ہوا۔ فاتحہ خوانی کی۔ اور لودھیوں کے دور کی ان علمی مجالس کو چشم تصور سے دیکھا جو مدتوں یہاں منعقد ہوتی رہیں۔ طبیعت نے عجیب کیف حاصل کیا۔ اور علامہ اقبال مرحوم کے خیال کی تصدیق ہوئی کہ ؎

دربارِ شہنشہی سے بڑھکر ٭ مردانِ خدا کا آستانہ

اس درگاہ کے متولی لاہور کے مشہور صاحبِ قلم بزرگ غلام دستگیر صاحب نامی ہیں۔ اور سجادہ نشین صاحبزادہ محمد افضل شاہ سابق آنریری مجسٹریٹ رتنہ پیراں ہیں اس اعتبار سے نامی صاحب کو زمانے کا سب سے اچھا درویش سمجھتا ہوں کہ ان کا علمی ذوق۔ ان کا تحقیقی شوق۔ ان کی سادگی ان کا تمام عمر تربتِ لاہور کے لئے بزرگوں کی استخواں فروشی کی بجائے۔ سرکاری ملازمت کرنا ان کا بزرگوں کے حالات پر متعدد ضخیم کتب کا شائع کرنا ہمیں سلفِ صالحین کی یاد دلاتا ہے۔

ان کی توجہ سے وہ تمام مزارات جو ان کے زیر تولیت ہیں۔ نہایت اچھی حالت میں ہیں۔ مذکورہ صدر روز میں درگاہ کے اندر گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ عمارات درگاہ کی مرمت ہو رہی ہے۔ چار دیواری چبوترہ، مزار اور تہ خانے کے گنبد سیمنٹ کا پلستر کر دیا گیا ہے۔ تہ خانے کے اندر گیا، تو دیکھا کہ دیواروں پر سیاہ، سبز پتھر کی سلیں لگائی گئی ہیں، مزار کا تعویذ اور فرش پہلے ہی نامی صاحب کی توجہ سے ۱۹۲۹ء میں نہایت عمدہ سنگ مرمر کا بنوایا جا چکا ہے۔ سنگ خام کا تہ خانہ اور چلہ خانہ اس مرمت اور سنگ بستگی کے سبب مقام راحت و نزہت معلوم ہوتا

Marfat.com

یوں تو یہاں متعدد کتبے اس مزار پر لگے ہوئے ہیں، جو غلام دستگیر صاحب نامی کے علمی مذاق کے آئینہ دار ہیں لیکن ایک جدید کتبہ جس سے اس "سنگ بستگی" کی تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ بڑا نادر ہے۔ (واضح رہے کہ متولی صاحب فنِ تاریخ گوئی میں بھی ید طُولیٰ رکھتے ہیں)

وہ کتبہ یہ ہے۔

بیادگار سنگ بستگی   حوالیٔ مزار حضرت عبدالجلیلؒ

از غلام دستگیر نامیؔ

چو از وقفِ اشرف زرے جمع شد   بصرف رساندم بشوقِ کمال

نشاندم بدیوار ہا سنگ سبز   کہ محفوظ تر ماند از اختلال

چو پرسید نامیؔ ز ہاتف بگفت   کہ تعمیر نو سنگ بست است سال

یکے تاریخ گو نامی کہ البت   وگر بشنو ز حکم ایزد پاک

۱۱۳   ۱   ۵۱۱۳

نیلے از غلام دستگیر است

۱۵۴۹   ۱۱۴

اس جدید تعمیر اور مرمت پر تین ہزار کے قریب روپیہ خرچ ہوا ہے۔ پیر صاحب محمد اشرف عالم صاحب مرحوم نامی صاحب کے ماموں بہت ہی خدا شناس بزرگ تھے اور آپ سے ملنے والے اب تک آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ آپ نے بزرگوں کے نام کو زندہ رکھنے کے لئے لاہور میں دو لاکھ روپے کی جائیداد وقف اور گاؤں میں آٹھ مربعے وقف کئے اور نامی صاحب کو متولی قرار دیا اس کی آمدنی سے انہوں نے مزارات کی مرمت کے علاوہ اپنے بزرگوں کے حالات پر مشتمل بہت سی کتابیں اور رسالے شائع کئے ہیں۔ مزید برآں اپنے بزرگوں کی نایاب تصانیف کو بھی چھپوا کر تقسیم کیا۔ ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

Marfat.com

نامی صاحب سے ایک گذارش

اس مضمون کی تحریر سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ دوسرے مجاور اور سجادہ نشین حضرات سبق سیکھیں اور وہ بھی نامی صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے بزرگوں کی تصانیف کو دیمک کی خوراک بنانے کی بجائے زیور طبع سے پیراستہ کراکے اہل علم تک پہنچائیں اور ان کے مزارات اور حالات زندگی کے تحفظ کا معقول انتظام کریں نامی صاحب سے ہماری گذارش ہے کہ بحیثیت سیکرٹری تحفظ اوقاف اسلامیہ وہ اپنے اثر در سوخ سے کام لیکر اپنے دیگر سجادہ نشین دوستوں کو بھی اسی راستے پر چلانے کی کوشش کریں۔

عرسِ حضرت عبد الجلیل:- اس سال حضرت عبد الجلیل کا عرس یکم رجب مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۶۹ء کو بروز بدھ ہو رہا ہے۔ اس لئے یہ مناسب خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان کے مختصر حالاتِ زندگی اس مضمون میں بیان کر دیئے جائیں۔

شاہ عبد الجلیل کے اسلاف:- حضرت عبد الجلیل قریشی ہاشمی تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حارث بن عبد المطلب سے ملتا ہے۔

اس خاندان کے ایک بزرگ ابوالحسن علی ہکاری حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ کے دادا پیر تھے۔ ان کے پوتے شیخ موسیٰ عرب سے سیستان میں آئے۔ اور کچھ عرصہ وہاں مقیم رہے۔ ان کے فرزند شیخ ابو علی کیچ مکران علاقہ بلوچستان میں چلے گئے۔ وہاں کے لوگ اپنے حاکم کے ہاتھوں نالاں تھے۔ آپ نے ان کی مدد کی اور ظالم حاکم کے اقتدار کا تختہ الٹ دیا گیا۔ وہ لوگ آپ کے اخلاقِ حمیدہ اور عاداتِ پسندیدہ سے اس قدر مسحور ہوئے۔ کہ انہوں نے حکومت کیچ مکران کا منصب آپکے حوالے کیا۔ اب آپ اقلیم زہد و فقیر کے علاوہ دنیاوی حکومت کے بادشاہ بن گئے آپکے عدل وعطا اور جود و سخا کا یہ عالم تھا۔ کہ لوگوں کے دلوں میں صولتِ فاروقی اور سطوتِ حیدری کی یاد تازہ ہو گئی۔ آپکی اولاد چار پشتوں تک وہاں حکمران رہی۔ آخر شہزادہ حمید الدین حاکم زمام حکومت اپنے چچا زاد بھائی کے سپرد کر کے

Marfat.com

خود سیاح بادیۂ فقر و تجرد بن گئے اور لاہور آ کر اپنے نانا سید احمد توختہ ترمذی کی خانقاہ میں منازلِ سلوک کو طے کرنے لگے سید صاحب کا مزار محلہ چلّہ بی بیاں لاہور میں نامی صاحب کے مکان کے پاس ہے اور حضرت حاکمؒ کا مزار مبارک ریاست بہاولپور میں ہے

حضرت شاہ عبدالجلیلؒ کی زندگی: شاہ عبدالجلیل کا سلسلہ نسب پانچ واسطوں سے حضرت سلطان التارکین حمید الدین حاکمؒ سے ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت آپ نے اپنے والد حضرت بڈھا شیخ کی زیر نگرانی حاصل کی اس کے بعد آپ دیگر درویشوں کی طرح سیر و سیاحت کے لئے نکلے۔ بلاد عرب، فارس اور خراسان کی سیر کے بعد آپ ملتان اور پاکپتن سے ہوتے ہوئے لاہور پہنچے اور یہاں ایک خانقاہ قائم کی لوگ جوق در جوق آپکی خدمت میں آنے لگے۔ آپکی مساعی سے بیشمار آوارگان بادیہ ضلالت کو راہ ہدایت نصیب ہوئی۔ آپکی تبلیغ اور علمی سرگرمیوں کے متعلق تذکرہ قطبیہ سے بہت سی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ پنجاب کی جو اقوام آپکی سعی سے مسلمان ہوئیں ان میں سلہریا [illegible] کھوکھر چوہان وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آپ کے زہد و اتقا سے متاثر ہو کر سلطان بہلول لودھی نے اپنی لڑکی کی شادی آپ سے کر دی آپ ۹۱۰ھ میں فوت ہو گئے۔

حضرت مراد شاہؒ: آپکی اولاد اب تک لاہور میں مقیم اور کئی دیہات میں بطور مالک آباد ہیں۔ اور ہر زمانہ میں اپنی [illegible] طبعی اور علم و فضل کے سبب سر برآوردہ رہی ہے۔ پیر مراد شاہ ان اولین ارباب قلم میں سے ہیں جنہوں نے "اردو" لفظ کو زبان کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ آپ کا اردو کلام بہت سلیس شستہ اور استادانہ ہے اور ہم آپ کو پنجاب کا جدید اردو میں لکھنے والا اوّلین شاعر کہہ سکتے ہیں۔ آپ کا فارسی کلام بھی بہت پختہ ہے۔ نامی صاحب سے ہماری گذارش ہے کہ وقف روپیہ سے وہ آپ کی فارسی اور اردو کلام کے کلیات علیحدہ علیحدہ شائع کرا دیں۔

یادگارِ واقف: اس عنوان کا ایک کتبہ تہ خانہ کے بیرونی دروازہ کی بائیں طرف [illegible] لگا دیا گیا ہے عبارت کتبہ یہ ہے۔

"اراضی چاہ چوہڑ شاہ بندگی صاحب ولدیت پیر محمد اشرف عالم شاہ صاحب سجادہ نشین [illegible] متوفی ۲۱-[illegible]-۱۳۵۱ھ آبادی خانقاہ کے لئے ۷-۲-۱۱-۱۹۴۰ء ۱۳ [illegible] سے وقف ہے۔ نامی متولی"

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ طبع اوّل

اس خدائے بے نیاز کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میرے دل میں اپنے پاک اور برگزیدہ بندوں کی محبت ڈالی ان کے حالات بابرکات قلم بند کرنے کی فرصت اور توفیق عطا فرمائی اور ایسے شہر (لاہور) میں مکین کیا جو مجھے اپنا آبائی وطن ہونے کی وجہ ہی سے محبوب نہیں بلکہ اس لئے پسند ہے کہ وہ پنجاب کے علوم و فنون کا مرکز ہے اور اس میں ہم نہایت امن و فارغ البالی کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

اس وقت جبکہ تمام دنیا خوفناک جنگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آئی ہوئی ہے۔ بعض بادشاہوں کو بفحوائے "ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ ہمچناں در بند اقلیم دگر" عارضہ جوع الارض لاحق ہے اور قلوب خلائق پر یاس و ہراس مستولی، فقیری خود بادشاہی فروشش کی شان والے نبی علیہ السلام کے ایک امتی سلطان التارکین شیخ حمید الدین حاکمؒ کے حالات منبرکہ بہت کچھ باعث اطمینان قلب ہو سکتے ہیں۔

اے عزیز۔ جان لے کہ حضرت سلطان التارکینؒ ان پاک مردان خدا میں سے تھے جنہیں ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے تصدق میں کشف و کرامت اور خرق عادات کی طاقت عطا ہوئی جس کے ذریعے آنحضرتؐ نے آج سے چھ سو سال پہلے علاقہ سندھ میں اسلام کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھایا۔ اور یہ آپ ہی کے یُمن ہمت کا نتیجہ ہے کہ ان لوگوں کی اولاد جنہوں نے برضا و رغبت خود شیخ حاکمؒ کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کیا تھا، آپ کی اولاد کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ یہ نبی علیہ السلام ہی کی متابعت تھی جس نے سلطان

Marfat.com

حمید الدینؒ کو لوگوں کے دلوں کا حاکم بنا دیا اگر وہ معمولی بادشاہوں کی طرح اپنی زندگی کے دن پورے کر کے چل بستے تو آج شاید آپ کا کوئی نام بھی نہ لیتا۔ یہ اسی اختیار الفقر کے طفیل ہے کہ بادشاہ ملتان حسین لانگہ ۹۰۰ھ جو تمام عمر سلطان بہلول اور سکندر لودھی جیسے باسطوت سلاطین ہندوستان سے معرکہ آرا رہا مصیبت کے وقت اپنے ایک عزیز شیخ شہر اللہ (مؤلف حالات شیخ حاکمؒ) کی معرفت سلطان التارکین کی روح پرفتوح سے استمداد کرتا ہے اور سلطان سکندر سے معاہدہ صلح کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اگر سلطان موصوفؒ بادشاہی چھوڑ کر درویشی اختیار نہ کرتے تو شیخ شہاب الدین سہروردیؒ ۶۳۲ھ، شیخ بہاؤالدین ملتانیؒ ۶۶۶ھ، شیخ صدرالدینؒ، شیخ جمال اوچیؒ، شیخ حسن افغانؒ، سید جلال الدین بخاریؒ، سید لعل شہبازؒ، شیخ رکن الدینؒ، شیخ وجیہ الدین عثمان سیاحؒ، شیخ صلاح الدین درویشؒ، سید جلال مخدوم جہانیاںؒ، اور شیخ راجو قتالؒ ۸۲۷ھ جیسے مشائخ دین جو آپ کے ہمعصر اور برادران سلسلہ تھے۔ آپ کی مدح میں رطب اللسان نہ ہوتے اور نہ سلطان شمس الدین التمش اور غیاث الدین تغلق جیسے باجبروت بادشاہ آپ کی تعظیم و تکریم کرتے آپ سے پہلے ہزاروں بادشاہ ہو گذرے آپ کے سامنے دہلی کے تخت پر سات آٹھ حکمران (التمش سے محمد تغلق تک) جلوہ افروز ہوئے اور معدوم ہو گئے۔ بعد ازاں بھی کئی سلطنتیں بنیں اور مٹ گئیں، مگر وہ درویشی کی سلطنت جس کی بنیاد قلوب خلائق پر رکھی گئی تھی باوجود چھ صدیاں گذر جانے کے آج تک ویسی ہی محکم و استوار ہے جیسی کہ پہلے دن تھی، آہ آج بعض ناخدا ترس اشخاص جو سلطان التارکین کی اولاد ہونے کے مدعی ہیں محض دنیا طلبی کے لئے شریعت محمدیہ پر چلنے سے انکار ہی نہیں کرتے بلکہ اپنے سلف صالحین پر جنہوں نے حکومتیں چھوڑ کر فقر اختیار کیا اور پکے دیندار تھے [illegible] بہتان باندھتے ہیں۔ کاش وہ آنکھیں کھول کر اپنے مورث اعلیٰ کے حالات مبارکہ پڑھیں اور غور کریں وہ کیوں سرفراز ہوئے [illegible] عالی خاندان ہونا کسی کام نہ آئے گا جب تک عمل اچھے نہ ہوں۔ ؎

پسر نوح با بداں بنشست — خاندان نبوتش گم شد

سگ اصحاب کہف روزے چند — پے نیکاں گرفت و مردم شد

شیخ شہر اللہ علیہ الرحمۃ نے شروع کتاب میں کئی صفحے فضائل و مکارم بنی ہاشم پر اپنے پیر شیخ حاکمؒ کے فضائل پر اضافہ

Marfat.com

گزرے ہوئے دفن کئے ہیں۔ مگر میں نے اس بیان کو عمداً ترک کر دیا ہے کیونکہ بنی ہاشم کی فضیلت مسلّمہ ہے مگر ہم اس سے پہلے ہی فرعون بے سامان ہیں اور آج کل سوائے "پدرم سلطان بود" کے دعوے کے اور کچھ ہاتھ پلے نہیں رکھتے۔ اور بگڑ جائیں گے۔ کاش ہم شیخ سعدیؒ کی اس نصیحت پر عمل کریں ؎

میراثِ پدر خواہی علمِ پدر آموز　　　کیں مالِ پدر خرچ تواں کرد بدہ روز

جہاں میں شیخ شہر اللہ علیہ الرحمتہ کے اس احسانِ عظیم کا بدل دجان شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے میرے جدِ امجدؒ کے حالاتِ با برکات جمع کرنے میں نہ صرف مجھ پر بلکہ تمام اولادِ حضرت حاکمؒ اور صوفی مسلمانوں پر کیا۔ وہاں موجودہ سجادہ نشین صاحب ملتان کی شکایت بھی ضرور کروں گا۔ جنہوں نے باوجود قریبی تعلق رکھتے ہوئے اور سب کچھ جانتے ہوئے کتاب انوار غوثیہ میں حضرت شیخ حمید بن حاکمؒ کا ذکر تک نہیں کیا حالانکہ خزینۃ الاصفیا۔ حدیقۃ الاولیاء وغیرہ کتب میں ہمارے جدِ اعلیٰ قدس سرہٗ کے حالات مدت سے چھپ چکے ہوئے ہیں۔ یا اللہ شیخ شہر اللہؒ کو تیرے ایک مقبول بندے کے حالات قلم بند کر کے ہمیں مستفید کرنے کے عوض جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہمیں اپنے محبوبوں کے نقشِ قدم پر چلا۔ اپنا عشق و محبت ہمارے دلوں میں بھر دے اور غیر کی محبت سے ہمارے خیالات پریشان نہ ہونے دے۔

غلام دستگیر نامیؔ حاکمی

مکین بجوار خانقاہ حضرت سید احمد توختہ ترمذیؒ

۵ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۱۵ء

Marfat.com

دیباچہ طبع دوم کتاب ہٰذا

تذکرۂ حمیدیہ میں نے ۱۶ر جون سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۲۲ر رجب المرجب سنہ ۱۳۳۳ھ میں اصل کتاب فارسی سے ترجمہ کر کے طبع کرایا تھا۔ جیسا کہ اس کے آخری صفحہ ۴۸ کے آخر میں لکھا ہے۔ میرے اخ مکرم وزیر علی شاہ ہاشمی نے جو اس وقت وحارث تخلص کرتے تھے اور پھر حاذق تاریخ لکھی۔ "لکھے خوب حالات سلطان حاکم"۔ برادرم انور علی شاہ کے جوانا مرگ ذہین بھائی کی طرف سے "ذکر حمید عارف" ۱۳۳۲ اور منشی عبدالمجید صاحب ازل ساکن لاہور کہ جو یداللہ نے "گل گلشن معرفت یہ بیان ہے" تاریخ کہی۔ ۱۳۳۳ھ اس حساب سے کتاب ہٰذا کو شائع ہوئے ۴۵ برس ہو چکے ہیں اس عرصے میں میں نے جو خاندانی کتب شائع کیں ان کی فہرست جدید الطبع کتاب اذکار قلندری میں دی ہے ۱۳۴۲ھ اور ان کے طبع کرانے میں میرے خالِ محترم پیر محمد اشرف عالم شاہ مرحوم کی فیاضیوں کا بڑا دخل ہے۔ جو انہوں نے بزرگوں کا نیک نام زندہ رکھنے کے لئے دو وقف قائم کئے۔ ایک خاص لاہور میں قطب العالم حضرت عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگی عظمہ اللہ تعالیٰ ابن شیخ ابوالفتح ابن شیخ عبدالعزیز، بن شیخ شہاب الدین، بن شیخ نورالدین بن سلطان التارکین حضرت حمید الدین حاکم کی خانقاہ معلی کے ساتھ اور دوسرا اوڈیرگا ماڈل اراضی وقف برائے مسافر خانہ وابستہ مزار جدّ خود حضرت پیر قلندر شاہ ولی مدفون موضع پیراں ضلع شیخوپورہ ۔۔۔ یہ اوقاف متولی رنامی کے تصرف میں واقف مرحوم کی حسب وصیت ان کی ۔۔۔ سے بعد آئے میں نے وقف فنڈ سے بزرگوں کے نام روشن کرنے کا جو پہلا کام کیا وہ سنہ ۱۹۳۷ء مطابق سنہ ۱۳۵۶ھ میں تاریخ جلیلہ کی اشاعت کا تھا جو بے حد مقبول ہوئی اور آج تک اس کی مانگ ہے۔ مگر کاغذ کتابت اور طباعت کی گرانی کے باعث باوجود تقاضا اس کی دوبارہ اشاعت معرض التوا میں ہے۔

Marfat.com

جمیع اولاد سلطان حاکم قدس سرہٗ نے برسوں سے زور دے رکھا تھا کہ تذکرۂ حمیدیہ کو جو بالکل نایاب ہو چکا ہے دوبارہ شائع کیا جائے۔ میری خواہش تھی کہ سلطان حاکمؒ کی متمول اولاد ساکن ضلع رحیم یار خان اسے چھپوائے مگر انہوں نے توجہ نہیں کی۔ لہٰذا یہ سعادت بھی حضرت اشرف مرحوم کی فیاضی روح ہی کی قسمت ہوئی ہے

فیضِ اشرف سے ہوا نامِ بزرگاں روشن ۔ مہبطِ رحمتِ حق اس کا رہے گا مدفن

الراقم غلام دستگیر نامی (رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق مارچ ۱۹۵۹ء)

(۱) (نوٹ) تذکرۂ حمیدیہ، تذکرۂ قطبیہ اور رسالہ مشتمل بر حالات و کرامات حضرت بہاء الدّین زکریا ملتانیؒ کی نقول ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے مجھ سے منگائی ہیں کہ یہ تینوں کتابیں سندھ یونیورسٹی کی طرف سے شائع کی جائیں گی۔ کیونکہ ان میں بہت مفید تاریخی معلومات اور سندھی زبان کے نایاب دوہڑے ہیں۔ میں بڑے شوق سے ان کی اشاعت کا منتظر ہوں۔

(۲) تذکرہ حمیدیہ کا جو مخطوطہ میرے پاس ہے وہ شوال ۱۱۸۴ھ کا نقل کردہ ہے اور تذکرۂ قطبیہ کا محرم ۱۱۸۵ء کا ہر دو برائے حضرت کرم شاہ میری والدہ کے والد (غلام محی الدین بن قلندر شاہ) کے دادا شہید ۱۲۰۰ھ مدفون شاہجہان پور (غلام دستگیر نامی)

اقتباس از مؤلفہ محمد جمال الدّین بن عبد الرّزاق بن کبیر الدّین بن سیّد احمد علی القریشی حسن الرضوی مرید شیخ عماد الدین بن حمادؒ بن شیخ میراں بن شیخ تاج الدین بن سلطان التّارکین حضرت حمید الدین حاکم قدّس سرّہٗ العزیز۔ کتاب محولہ بالا میں نے ۸ر جنوری ۱۹۴۵ء کو مخدوم زادہ ذوالفقار حسین مرحوم کے پاس دیکھی اور اس سے چند نوٹ کیے تو جو میں بلا تبصرہ درج کرتا ہوں (ملاحظہ ہو ص ۱۵)

Marfat.com

شجرۂ نسب سلطان حاکم اور ان کی اولاد کے رشتے

(۱) امام حارث بن حضرت علی (ابن ابی طالب) کے سب سے چھوٹے بیٹے کا نام محمد اصغر تھا۔ جس کی والدہ بی بی امامہ دختر حضرت ابوالعاصؓ تھی اور والدہ سیدہ زینبؓ بنت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ شیخ حمّاد سولہ پشت کے فاصلے سے حضرت علیؓ سے ملتے ہیں۔ یعنی عماد الدین حماد بن شیخ میراں بن شیخ تاج الدین بن شیخ حمیدالدین حاکم ابوالغیث بن شیخ بہاءالدین علی القرشی بن سلطان قطب الدین بن سلطان رشید الدین بن شیخ علی، بن شیخ طاہر، بن شیخ موسےٰ صاحب سجادہ اشرف المقربین، سلطان الموحدین، انیس عباد رب العالمین، قطب الاقطاب صفی مالک الوہاب غوث الاغواث غوث الثقلین محبوب حضرت باری شیخ ابراہیم ابوالحسن نوری علی القرشی الہاشمی حارثی الہکاری بن شیخ یوسف، بن شیخ محمدؒ، بن شیخ عمرؒ، بن شیخ عبدالوہاب بن حضرت امیر زید امیر المؤمنین امام حارث بن امیر المؤمنین علی المرتضےٰ اسد اللہ الغالبؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف۔

(۲) روضۂ منورہ مقدسہ حضرت بی بی حاج خاتون (والدہ سلطان حاکم) و تاج خاتون (دختران حضرت سید احمد توختہ ترمذی) بھی خطۂ لاہور میں مشہور ہے (یعنی مزارات بی بیاں پاکدامن)

(۳) اس راہب کا نام جو قصبہ مَو مبارک میں سلطان حاکم کے ہاتھ پر شرف باسلام ہوا استاذ زین الدین رکھا گیا۔

(۴) حضرت حاکم کے ہمراہ لاہور میں (جب کہ آپ اپنے نانا حضرت توختہ کے پاس حکومت پنجمکر ان ترک کرکے آئے تھے) بی بی پنتراتی (دختر سلطان شمس الدین التمش آئیں اور فوت ہو گئیں۔ سلطان حاکم رح نے انہیں اپنی والدہ اور خالہ کے روضہ میں دفن کیا۔ بعد ازیں حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی نے اپنی بیٹی

Marfat.com

(بی بی فاطمہ) کی شادی شیخ حاکمؒ سے کر دی۔

(۵) شیخ تاج الدین بن سلطان حاکمؒ کی والدہ کا نام بی بی جیترانی دختر سلطان التمش تھا اور شیخ نور الدین خلف الرشید حضرت حاکمؒ کی اُمّ مکرمہ کا بی بی صالحہ۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ بی بی صالحہ والدہ شیخ رکن الدین ولد سلطان حاکمؒ، قاضی رفیع الدین عباسی کی بیٹی تھی (اور یہی صحیح ہے) شیخ نور الدین کی والدہ دختر شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ کا نام فاطمہ تھا۔ جیسا کہ شیخ شہر اللہ نے لکھا ہے۔

(۶) شیخ نور الدینؒ نے شیخ وجیہہ الدین کی بیٹی سے جو ہم قوم تھی شادی کی، شیخ تاج الدین کا نکاح ان کے چچا، شیخ جمال الدین کی دختر بی بی امینہ سے ہوا۔ جو میراں پاکباز کی والدہ بنیں۔

(۷) شیخ میراں نے چار شادیاں کیں۔ ایک اپنی ہم قوم بی بی تاج الملک دختر شیخ عبدالعزیزؒ بن شیخ شہاب الدین بن شیخ نور الدین ؟) سے دوسری بی بی صاحب خاتون دختر سلطان ابراہیم لنگاہ سے۔ تیسری ابو الخیر دہر کی بیٹی سے۔ اور چوتھی راجہ دہر اور کی دختر سے۔ بی بی صاحب خاتون سے شیخ میراں کے چھ بیٹے ہوئے۔ شیخ عماد الدین حماد روز دوشنبہ دہم رجب ۸۷۷ھ کو پیدا ہوئے"۔

(چند بزرگوں کے عرسوں کی تاریخیں)

اسم مبارک	تاریخ	اسم مبارک	تاریخ	نوٹ
حضرت محمد رسول ﷺ	۱۲ ربیع الاول (۱۱ھ)	شیخ ابو الحسن علی ہجویریؒ	یکم محرم (۴۶۵ھ)	عرس کے معنے شادی کرنا ہے عاشقانِ الٰہی کے لئے موت چونکہ
حضرت ابوبکر صدیقؓ	۲۲ جمادی آخری (۱۳ھ)	سلطان حمید الدین حاکمؒ	۱۲ ربیع الاول (۶۳۷ھ)	معشوقِ حقیقی سے واصل ہونے کا ذریعہ ہوتی ہے اس لئے
حضرت عمر فاروق اعظمؓ	۱۸ ذوالحجہ (۲۳ھ)	حضرت عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگیؒ	یکم رجب (۹۱۰ھ)	ان کے روز وصال کو عرس کہتے ہیں ۔
حضرت عثمان ذوالنورینؓ	۱۸ ذوالحجہ (۳۵ھ)	پیر مراد شاہؒ	۵ محرم (۱۲۱۵ھ)	چونکہ ایشاں حسرِ دل بودہ اند۔ وقتِ شادی شرح وہ مستند بد
حضرت علی حیدرؓ	۱۰ رمضان (۴۰ھ)	پیر محمد خسرت عالم شاہؒ	۲۲ ربیع الاول (۱۳۵۱ھ)	حق سے واصل ہو کے وہ دلشاد ہیں۔ مستحق صد مبارک باد ہیں
		حضرت سید احمد توختہؒ	۱ رجب (۶۰۲ھ)	
		حضرت پیر قلندر شاہؒ	۲۷ رمضان (۱۲۴۸ھ)	

Marfat.com

سببِ تالیفِ کتاب

شیخ شہر اللہ بن رحمۃ اللہ بن تماچی بن کالو لانگاہ حمد و ثنا کے بعد بیان کرتے ہیں کہ جب سلطان سکندر لودھی نے سلطان السلاطین سلطان حسین لانگاہ کے لشکر دشمن شکن کے مقابلہ میں اپنی افواج روانہ کیں تو بادشاہ عادل حسین نے جن کو حضرت ذوالجلال مسند شوکت پر ہمیشہ متمکن رکھے اس عقیدت کی وجہ سے جو وہ مجھ سے رکھتے ہیں مجھ سے درخواست کی کہ میں ظاہری اور باطنی دعا سے ان کی امداد اور دستگیری کروں۔ چونکہ اس فقیر کا آبا و اجداد سے قدوۃ السالکین سلطان التارکین قطب العالمین، غوث السالکین، بدر الطریقہ، برہان الحقیقہ، عمدۃ الابرار قدوۃ الاخیار حضرت عالم، عارف، عاشق حمید الملۃ والشرع والدین محمد دم شیخ حمید الدین حاکم ابوالغیث قریشی ہکاری آل رسول اللہ الہاشمی کے خاندان سے تعلق بندگی تھا۔ اس لئے میں آپ کے روضہ منبرکہ پر حاضر ہو کر ذکر و فکر میں مشغول ہو گیا جہاں سے حضرت سلطان حسین خلد اللہ عمرہ و ملکہ کی مہمات میں کامیابی کی بشارت حاصل کی اور دوبارہ باطنی عالم مشاہدات میں آپ کے لقائے مبارک سے مشرف و معزز ہوا اور حقائق کے دقائق کو جن کی عقدہ کشائی نہیں ہوتی تھی، آپ کی خدمت سے حل کیا۔ اسی موقع پر آنحضرت کے حسب و نسب کے متعلق جو کچھ بندگوں سے سنا ہوا تھا، قلم بند کر دیا۔ تاکہ یہ حالات منبرکہ سالکوں کے دلوں کو منور کریں۔ ناظرین کرام کو معلوم ہو کہ [illegible] حاکم رحمۃ اللہ علیہ سندھ کے جلیل القدر مشائخ میں سے ہیں۔ خوارق و کرامات میں آپ [illegible] میں بے بدل تھے۔ تمام عمر آپ کی حالت شریعت میں کوئی تغیر نہیں آیا۔ [illegible] آپ کا کوئی دم غفلت میں نہیں گذرا نہ کسی وسواس و خطرہ نے آپ کے دل میں دخل پایا اور نہ آپ کبھی دنیا کے مکر و فریب میں آسکے۔

Marfat.com

سلسلہ نسب

شیخ شہر اللہ مؤلف کتاب ہذا حضرت سلطان حمید الدین حاکمؒ کا شجرہ نسب ان اشعار میں بیان فرماتے ہیں۔

شیخ حاکمؒ بن بہا بن قطب دین ابن رشید — بن علی بن شیخ موسیٰ ابن شیخ طاہر است

بوالحسن محبوب باری شیخ ہکاری کہ او — بن محمد ابن یوسف گر بحال راہبر است

بن محمد بن عمر او ہست بن عبد الوہاب — ابن زید و ابن حارث کو عم پیغمبر است

بود حارث ابن عبد المطلب کاں بالیقین — جد ختم المرسلین کو مثل خورشید اظہر است

پنج آل مصطفیٰ گویند از روئے حدیث — آل عباس و علی حارث عقیل و جعفر است

مثل این پنج آل خالق ہیچ آلے نافرید — ہر کہ گوید مثل ایشان آل دیگر کافر است

مذکورہ بالا شجرہ سے ظاہر ہے کہ آپ قریشی ہاشمی ہیں۔ حضرت شیخ یوسف رضی نے بنی امیہ کی ہرج مرج سے جو اہل بیت کے ساتھ وقوع میں آئی مدینہ منورہ کی اقامت چھوڑ کر جبل ہکار کی رہائش جو بغداد شریف کے جوار میں ایک مقام ہے اختیار کر لی تھی اس واسطے آپ کے پوتے شیخ الشیوخ حضرت ابراہیم ابوالحسن علی حضرت پیران پیر کے دادا پیر شیخ ہکاری کہلاتے ہیں۔ شیخ موسیٰ نے جبل ہکار کی سکونت چھوڑ کر سیستان میں اور شیخ ابو علی وہاں سے خطۂ کیچ مکران میں جا بسے۔ کیچ والوں نے جو بادشاہ وقت کے جور و ستم سے تنگ آئے ہوئے تھے آپ کو اپنا سلطان منتخب کر لیا۔ آپ کے بعد سلطان رشید الدینؒ فرمانروا ہوئے اور یہی وہ سلطان ہیں جن کا نام نامی پانچ بزرگ سلاطین کے زمرہ میں شمار ہوتا ہے سلطان قطب الدین کے عہد میں حضرت سید السادات سید احمد توختہ ترمذی ثم لاہوری اپنے وطن مالوف سے کیچ مکران میں مع آل و عیال خود تشریف لائے۔ اور اپنی

لف حضرت زید کی نسبت دو بیان ہیں۔ ایک یہ کہ زید آپ کا نام تھا اور ابو سفیان لقب اور دوسرا یہ کہ زید ابو سفیان کے بیٹے تھے۔

Marfat.com

صاحبزادی بی بی حاج کا نکاح شہزادہ بہاؤ الدین سے کر دیا۔ جن سے شہزادگان جمال الدین۔ ضیاء الدین اور حمید الدین پیدا ہوئے۔ جب سلطان۔ بہاؤ الدین فریضہ حج سے فارغ ہو کر یمن صالح میں پہنچے تو طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ اور ہر دو بڑے صاحبزادوں نے جو ہمراہ تھے یمن ہی میں اقامت اختیار کر لی چنانچہ ان کی اولاد بھی وہیں بتائی جاتی ہے۔

بہاولپور گزیٹیر میں حضرت سلطان حاکم علیہ الرحمۃ کو زید الدین حارث محمد اصغر بن حضرت علیؓ کی اولاد سے بتایا گیا ہے جو بالکل ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اول تو اتنا لمبا نام حضرت کے کسی فرزند کا نہیں اور اگر اس نام کے تین نام بنا کر ان میں سے کسی ایک کی اولاد حضرت حاکم رح کو بتائیں تو بھی کام نہیں چلتا۔ کیونکہ حضرت علی کے ان ناموں والے فرزندوں کی اولاد کا سلسلہ نہیں چلا۔

حصولِ خرقہ ہائے خلافت

حضرت سلطان التارک بن شیخ حاکم رح نے پہلے پہل خرقہ خلافت سلسلہ نوربخشیہ اپنے نانا سید السادات سید احمد نوربخش سے پہنا۔ انہوں نے برہان السالکین قطب العالمین شیخ احمد نوربخش سے انہوں نے اپنے پیر شیخ السالکین نجم الدین سفرادی سے انہوں نے اپنے پیر شیخ شرف الدین جرجانی سے انہوں نے تقی الدین احمد سقاسے انہوں نے معری الصباغ الجرجانی رح سے انہوں نے کمال الدین حسن طبی سے انہوں نے بدر الدین سید علی طبیؒ سے انہوں نے حضرت نور العارفین ابو یزید بسطامیؒ سے اور وہ خلافت رکھتے تھے۔ حضرت امام جعفر صادقؒ سے اور وہ اپنے والد باقرؒ سے اور وہ اپنے والد حضرت امام زین العابدینؓ سے اور وہ اپنے والد امام حسینؓ [illegible] النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

جنیدیہ: حضرت حاکم علیہ الرحمۃ کو خرقہ خلافت سلسلہ جنیدیہ ملا اپنے والد سلطان بہاؤ الدین سے انہیں اپنے باپ سلطان قطب الدینؒ سے انہیں اپنے باپ شیخ الاسلام سلطان رشید الدین سے انہیں اپنے باپ سلطان [illegible] سے انہیں اپنے باپ شیخ موسیٰ سے انہیں اپنے باپ شیخ ابو طاہرؒ سے انہیں اپنے باپ شیخ [illegible]

Marfat.com

انہیں اپنے پیر شیخ ابو الفرح طرطوسیؒ سے انہیں اپنے پیر شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیزؒ ہی سے انہیں اپنے پیر سلطان اولیا شیخ ابا بکر شبلیؒ سے انہیں اپنے سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ سے انہیں اپنے پیر حضرت خواجہ سری سقطیؒ سے انہیں اپنے پیر شیخ معروف کرخیؒ سے انہیں اپنے پیر شیخ داؤد طائیؒ سے انہیں اپنے پیر شیخ حبیب عجمیؒ سے انہیں اپنے پیر امام حسن بصریؓ سے اور وہ خلافت رکھتے تھے امیر المؤمنین حضرت علی اسد اللہ الغالب ابن ابی طالبؓ سے اور وہ خاتم النبیین سرور عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

سہروردیہ

آپ نے سلسلۂ سہروردیہ کا خرقۂ خلافت حضرت غوث الکونین عارف المعظم قطب الاقطاب رکن الملۃ والشرع والدین شیخ ابو الفتح فیض اللہؒ سے پہنا انہوں نے اپنے باپ شیخ العارف بالحق والشرع والدینؒ سے انہوں نے اپنے والد ختم المقربین امین حضرت رب العالمین بہاء الملت والشرع والدین شیخ کبیر ابو محمد زکریا قریشی الاسدی الملتانی سے انہوں نے اپنے پیر شیخ الحقیقت شہاب الحق والشرع والدین ابی محمد عبداللہ عمر سہروردی البکریؒ سے انہوں نے اپنے چچا شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبدالقاہر سہروردیؒ سے انہوں نے اپنے عم شیخ وجیہہ الدین سہروردی سے انہوں نے اپنے پدر شیخ احمد اسود دینوریؒ سے انہوں نے اپنے پیر ممشاد دینوریؒ سے انہوں نے اپنے پیر سید الطائفہ شیخ جنید بغدادیؒ سے انہوں نے اپنے پیر شیخ سری سقطی سے انہوں نے اپنے پیر برہان العارفین شیخ معروف کرخیؒ سے انہوں نے اپنے پیر شیخ داؤد طائیؒ سے انہوں نے اپنے پیر حبیب عجمیؒ سے۔ انہوں نے اپنے پیر خواجہ حسن بصریؓ سے انہوں نے خرقۂ خلافت پہنا حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور انہوں نے سید عالم وبہتر کونین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

نیز شیخ وجیہہ الدین ابو حفص صحبت رکھتے تھے حضرت اخی فرح زنجانیؒ سے اور وہ حضرت شیخ عباس نہاوندی سے اور وہ حضرت ضعیف شیرازی سے اور وہ حضرت شیخ ابو محمد رویمؒ سے اور وہ قدوۃ الاولیاء شیخ معروف کرخی سے اور وہ امام علی موسےٰ رضاؓ سے اور وہ اپنے والد امام موسےٰ کاظمؓ سے اور وہ اپنے باپ امام جعفر صادقؓ سے اور وہ اپنے پدر امام محمد باقرؓ سے اور وہ اپنے پدر امام المسلمین امام زین العابدینؓ سے اور وہ اپنے والد بزرگوار امام حسینؓ سے اور انہیں خاتم الانبیاء والمرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے شرف حاصل تھا۔

Marfat.com

نیز امام جعفر صادق اپنے نانا حضرت قاسم فقیہہؓ بن محمدؓ بن امیر المؤمنین ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سے مشرف ہوئے اور وہ حضرت سلمان فارسی سے اور وہ امیر المؤمنین ابی بکر صدیق سے اور وہ مہتر عصر و خواجہ کونین سید الصادق قریشی الہاشمی عربی المدنی احمد مصطفےٰ محمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سلطان حمید الدین حاکم کی تخت نشینی اور ترکِ شاہی

جب سلطان بہاؤ الدین بیت اللہ شریف کو روانہ ہوئے اس وقت سلطان حاکم عالمِ طفلی میں تھے۔ لہٰذا سلطان موصوف نے تاج و تخت اپنے حقیقی بھائی سلطان شہاب الدین ابو البقا کے سپرد کیا۔ سلطان موصوف نے دو سال حکمرانی کر کے ودیعتِ حیات خالق لایزال کو سونپی پس عنانِ حکومت آپکے بھتیجے کے ہاتھ آئی جنہوں نے اکیس سال بڑے عدل و انصاف سے فرائض جہانبانی کو سرانجام دیا۔ ایکدن آپ کی ایک کنیز نو تابت نامی آپ کے بستر پر یہ معلوم کرنے کے لئے بیٹھی کہ اس پر کس قسم کا لطف آتا ہے بیٹھتے ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔ جب آپ استراحت کے لئے تشریف لائے اور لونڈی کو بسترِ شاہی پر سوتا پایا تو آپ سخت برافروختہ ہوئے چنانچہ اسے اٹھا کر کوڑے لگوائے جو اس نے بڑے صبر سے کھائے اور بجائے رونے کے کھل کھلا کر ہنس پڑی آپ اس کے اس طرح قہقہہ مار کر ہنسنے سے نہایت متعجب ہوئے اور دریافت کیا کہ تو پٹنے پر بھی خندہ زن کیوں ہوئی اس نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت میں ہنسی اس لئے ہوں کہ اگر یہ سزا اس بستر پر چند لمحہ سونے کا بدلہ ہے تو اس شخص کو کیا کچھ عقوبت نہ ہوگی جو اس پر کئی سال سے سو رہا ہے اس بات نے آپ کے دل پر بڑا اثر کیا چنانچہ کنیز کو تو وہیں آزاد کر دیا آپ فکرِ عاقبت میں پریشان ہو گئے۔ رات بڑے اضطراب اور بیقراری میں بسر کی ایک لمحہ بھر بھی نیند نہ آئی۔ صبح دل بہلانے کے لئے شکار کو نکل گئے۔ ایک [illegible] دکھائی دیا جس کے پیچھے آپ نے اپنا گھوڑا ڈال دیا وہ بھاگتا بھاگتا ایک قبر کے شگاف میں گھس گیا۔ آپ نے اس [illegible] کر کے جو دیکھا تو آہو بچہ تو کوئی دکھائی نہ دیا۔ البتہ ایک تازہ میت کو اس حال میں پایا کہ اس کے لب و دہن پر بیٹھا ایک بچھو نیش زنی کر رہا ہے جس کے اثر سے جسم مردہ بار بار سکڑتا اور کھلتا ہے۔ آپ یہ واقعہ دیکھ کر نہایت متعجب ہوئے۔ ہر چند اس موذی کو دور کرتے تھے مگر وہ دور نہیں ہوتا تھا آخر کار آپ نے اسے گوشہ کمان سے پرے ہٹا دیا مگر وہ کود کر پھر سینہ میت پر آ بیٹھا۔

Marfat.com

پھر آپنے اسے دریا میں ڈال دیا۔ لیکن آپ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ ایک آبی جانور نے اسے پھر سطح پر لا بٹھایا ہے۔ ان عجائبات کا ملاحظہ کر کے آپ اس شخص مردہ کے حالات کی تفتیش کے درپے ہوئے چنانچہ پاس کی بستی میں جا کر گاؤں والوں سے اس کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ یہ مرنے والا اس قریہ کا سردار تھا دیہاتیوں کی یہ بات سن کر آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ سب عذاب و نکال سرداری ہی کی شامت سے ہے۔ اسے فوراً ترک کر دینا چاہیئے چنانچہ وہیں بادشاہی سے کنارہ کشی اختیار کر کے فقیری اختیار کر لی اور اپنے نانا حضرت سید احمد توختہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کیچ مکران سے لاہور کی جانب روانہ ہو پڑے۔

مروارید کی تسبیح درویشوں کو دی

حضرتِ سید السادات شیخ الاولیا سید جلال جہانیاںؒ سے منقول ہے کہ حضرت سلطان التارکین حمید الدین شیخ حاکم علیہ الرحمتہ کو بادشاہی ترک کرنے کے دن سے ہی ہدایتِ سلوک اور صفائی قلب حاصل ہو گئی تھی کیونکہ بادشاہی چھوڑ کر جب آپ اپنے جد مادری علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے اور چار کوس منزل طے کر لی تو آپ کی بیوی صاحبہ بی بی لطیفہ بانو بنت حیدر علی کو (جو رستم دستان کی اولاد سے تھے) زحمت سخت لاحق ہوئی اور قے کرنے لگ گئیں۔ حتیٰ کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی جب یہ ہولناک خبر سلطان حاکمؒ کے سمع مبارک میں پہنچی آپ مراقبہ میں چلے گئے اور سر اٹھا کر فرمایا کہ مجھے ان سے دنیا کی بو آتی ہے۔ جب تک وہ اسے راہِ حق میں دے ڈالیں گی شفایاب نہ ہونگی۔ بی بی صاحبہ کے پاس ایک مروارید کی تسبیح تھی جس کا ہر ایک دانہ دُرِّ یتیم تھا اسے آپ بڑی حفاظت سے پوشیدہ رکھا کرتی تھیں۔ پس جب آپنے وہ اللہ کے نام پر درویشوں کو دے دی تو مرض مبدل بشفا ہو گیا

حضرت سلطان التارکین کو رضا و تسلیم کی تعلیم

جب سلطان التارکین شیخ حاکم علیہ الرحمتہ لاہور میں اپنے نانائے عالیمقام کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو جناب سید

137095

Marfat.com

علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ بیٹا جب تم نے فقیری اختیار کی ہے تو تم کو مجاہدہ و ریاضت سے دیرینہ زنگ اپنے دل سے دور کرنا چاہیئے۔ آپ نے عرض کیا بسر و چشم۔ چنانچہ آپ رات دن عبادت، ریاضت شاقہ میں مصروف رہ کر اپنے آئینہ دل کو منور کرتے رہے۔ ایک روز سید علیہ الرحمۃ نے فرمایا اے حاکمؒ فلاں بلندی پر میرا ایک مرید یادِ الٰہی میں مشغول ہے تم جا کر اس سے پانی مانگو۔ جب وہ لے آئے تو برتن توڑ ڈالو اور اور لانے کا حکم دو اور اس برتن سے بھی وہی سلوک کرو جب اس کے پاس کوئی برتن باقی نہ رہے، تو اسے ایک دو گھونسے رسید کر کے واپس آجاؤ۔ چنانچہ سلطان حاکم نے تعمیل ارشاد کی اور حسب ہدایت مرشد اس درویش کو پیٹا۔ جب واپس آنے لگے تو اس فقیر نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے دبانے لگا اور عرض کی اے عزیز مجاہدہ و ریاضت نے میرے جسم پر سوائے پوست و استخوان اور کچھ نہیں چھوڑا۔ میرا دل اس غم سے خون ہو گیا ہے کہ آپکے دستِ لطیف کو اس زد و کوب سے ضرر پہنچا ہوگا۔ حضرت سلطان التارکین کو اس درویش کی رضا و تسلیم کے مشاہدہ سے بڑی عبرت حاصل ہوئی اور قلب مبارک سے گرد و غبار رعونت دھل گیا۔

حضرت سید احمد توختہ[1] علیہ الرحمۃ کا وصال

حضرت سید احمد توختہ ترمذی جن کا سلسلہ نسب سید علی ترمذی بن سید حسین ثانی بن سید محمد مدنی بن سید ناصر ترمذی بن سید موسٰے مبرقع بن سید علی بن امام علی اصغر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین ابن علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے ملتا ہے اپنے زمانے میں جلیل القدر اولیاء اللہ میں سے گذرے ہیں۔ آپکے حالات بابرکات خاکسار نامی نے ایک مختصر رسالے کی صورت میں شائع کرا دیئے ہوئے ہیں۔ یہاں صرف اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ جب سید صاحب موصوف کو مرض موت لاحق ہوا تو آپ نے اپنے پیارے مرید سلطان حاکمؒ سے بکمال شفقت فرمایا کہ بیٹا تمہارا باقی نصیبہ ایک ایسے عزیز کے پاس ہے جو سلسلہ سہروردیہ سے تعلق رکھتا ہے بس بعض دقائق حقیقت جو تم حل نہیں کر سکے اسی کی خدمت سے سمجھو گے۔ یہ فرما کر آپ واصل بحق ہو گئے۔ حضرت حاکم نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے آپ کے جسم خاکی کو اس محلے میں پیوند خاک کر دیا۔ جو اب محلہ چیاں کے نام سے اکبری دروازہ لاہور

[1] معلوم ہوا ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی نے نقشِ حیات میں اپنے کو از اولاد حضرت توختہ لکھا ہے: نامی۔

Marfat.com

میں مشہور ہے۔ اور مزار پرانوار بدستور زیارت گاہ خلق اور مصدر فیضان ہے۔ مفتی غلام سرور صاحب لاہوری سید علیہ الرحمۃ کی تاریخ وفات مرشد پنجاب (۶۰۲ھ) بتلاتے ہیں جو ممکن ہے کہ ٹھیک ہو۔ مخدوم احمد شاہ صاحب سجادہ نشین مومبارک اور مولوی محرم علی صاحب چشتی مزار کی مرمت میں حصہ لے کر داخل ثواب ہو چکے ہیں اور اس کی سجادگی کا فخر خاکسار غلام دستگیر کو حاصل ہے جو رسید علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ بزرگانہ نہایت آرام و اطمینان کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

سلطان التارکین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت میں

چونکہ حضرت سید السادات نے جناب حاکمؒ کو فرمایا تھا کہ آپ کا باقی نصیب خاندان سہروردیہ میں ہے اس لئے آپ اس سلسلہ کے شیخ وقت حضرت شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جو ۵۳۹ھ سے ۶۳۲ھ تک اس دہر ناپائیدار میں رہے حاضر ہونیکے لئے بغداد شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شیخ الشیوخ علیہ الرحمۃ کی خانقاہ مبارک میں پہنچے تو کثرت شوق سے سلطان التارکین پر اس قدر مستی وارد ہوئی کہ برابر تین رات دن آپکو اپنے آپ کی خبر نہ رہی۔ چوتھی رات حضرت خواجہ کونین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ الشیوخؒ کو باطن میں فرمایا "کہ تین دن سے فرزندم حمید الدین حاکمؒ تمہاری ملاقات کو آیا ہوا استغراق محبت میں اس قدر مستغرق ہے کہ اسے خود اپنی بھی خبر نہیں اور اسی لئے تمہارے پاس نہیں آیا پس تمہیں چند روز اسے اپنی ملازمت میں رکھکر اور اس کے مقصود کا پتہ دیکر رخصت کرنا چاہیئے۔ جب صبح ہوئی شیخ الشیوخؒ نے آکر آپکا ہاتھ پکڑا اور آپ اسی وقت عالم سکر سے عالم صحو میں آگئے۔ اور خدمت شیخ میں باادب بیٹھکر عرض کی کہ "یا شیخ الشیوخ عالم اس فقیر کو حضرت سید احمد توختہؒ نے فرمایا ہے کہ تیرا نصیب ایسے عزیز کے پاس ودیعت ہے جس کا سلسلہ سہروردیہ ہو پس آپ اس عقدہ کو حل فرمائیں اور اس بزرگ کا پتہ بتائیں"۔ حضرت شیخ الشیوخ نے بعد از تامل فرمایا کہ آپ کا باقی نصیب رکن الدین ابوالفتح فیض اللہؒ کے پاس ہے جو شیخ کبیر بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے پوتے ہیں۔ اور تاحال عدم سے وجود میں نہیں آئے۔ پس حضرت شیخ الشیوخ نے اپنا مصلےٰ تبرکاً دیکر آپ کو رخصت فرمایا۔

Marfat.com

سلطان التارکینؒ موٗ مبارک میں

حضرت حاکمؒ بغداد شریف سے رخصت ہو کر ملتان کی طرف روانہ ہوئے اور اس مقام پر پہنچے جو تاریخی طور پر بہت قدیم جگہ ہے یعنی موٗ مبارک میں بہاولپور گزیٹیئر میں اس کی تاریخ یوں مسطور ہے:۔

رحیم یار خاں سٹیشن سے چھ میل کے فاصلہ پر جانب شمال قلعہ موٗ مبارک واقع ہے۔ یہ رائے سی باسی ثانی کے چھ قلعوں میں سے ایک ہے۔ یہ خطِ سرطان کے ۲۸ - ۵۴ جانب شمال اور ۷۰ - ۴ جانب مشرق واقع ہے۔ بیس چھوٹی چھوٹی گول میدوں اور برجوں کے کھنڈرات کا پتہ لگتا ہے۔ اور ان میں سے ایک ابھی تک پچاس فٹ بلند موجود بھی ہے۔ فصیل قریباً چھ سو گز کے دائرہ میں ہے اور دیواریں نہایت ہی سنگین اور مضبوط بنی ہوئی ہیں۔ تاریخ مراد کے بیان کے مطابق یہ قلعہ راے ہنس کرور نے اپنی ماں کی سکونت کے لئے تعمیر کرایا تھا اور اسی کے نام سے اس کا نام موٗ ہے۔ اس کو ۵۲۵ھ میں شاہ حسین ارغون نے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ یہ مقام اب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس میں تین سو گھر آباد ہیں اور اونچی جگہ پر واقع ہے ملفوظات شیخ حاکم سے ظاہر ہے کہ اس کی بنیاد حضرت عیسٰیؑ کے زمانہ میں رکھی گئی تھی۔ اور راناکلس اس پر قابض تھا ازاں بعد راے بھوج کی حکومت سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں کچھ عرصہ تک رہی۔ موخرالذکر نے اسے مسخر کر لیا تھا۔ یہاں پر ایک پرانا ہندو ٹھاکر دوارہ ہے جس میں رامچندر جی وغیرہ کی مورتیاں رکھی ہوئی ہیں۔ شیخ حاکمؒ کی خانقاہ کے متعلق باب اوّل ملاحظہ ہو۔

الغرض جب حضرت حاکمؒ یہاں پہنچے ہیں یہ جگہ بالکل ویران تھی صرف ایک جوگی اس جگہ رہتا تھا آپ بھی یہاں تشریف فرما ہو گئے۔ جوگی نے جب آپ کو حالتِ غربت میں دیکھا تو وہ چند ظروف مسی اٹھا لایا اور اکسیر ڈال کر انہیں خالص طلائی بنایا اور پھر ان برتنوں کو سلطان التارکین کی نذر کر کے کہنے لگا کہ آپ اس سے اپنے لئے ضروری سامان خرید کر یہاں پانی و چشمہ بنائیں حضرت موصوف نے تبسم فرماتے ہوئے اس طلا کو دریا میں ڈال دیا۔ اس سے جوگی کے دل میں شک گزرا کہ آپ کا ایسا کرنا دو وجہ سے خالی نہیں یا تو یہ شخص عارف باللہ ہے یا دیوانہ پس آپکی ولایت آزمانے کے لئے عرض کیا کہ "یا شیخ اگر وہ متاع آپکے لئے کارآمد نہیں تو مجھے واپس دیدیں کیونکہ میں نے اسے بڑی محنت سے تیار کیا ہے" حضرت سلطان التارکین نے دریا میں ہاتھ ڈالکر یہ کلمات کہے وہ دوہرہ سے مانگ موتی نے دیے جنی برالبنت سوں سے۔

Marfat.com

پھر اس وقت دریا کے کنارے پر اتنا طلا اور سونا ڈال دیئے جو شمار نہیں کئے جاسکتے تھے۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ جوگی مسلمان ہو کر آپ کا مرید بن گیا اور اس کا اسلامی نام زین الدین رکھا گیا۔ اب تک اس جوگی کی اولاد حضرت سلطان الاذکار کبیر کے مزار کی مجاور ہے بلکہ قصبہ [illegible] کی آبادی جو موسوم بھی آبادی مجاوراں ہی کے نام سے ہے۔ ان مجاوروں کا ذریعہ معاش وہ معتقدین چڑھاوے ہیں جو عقیدتمند دور دراز سے آ کر پیش کرتے ہیں اور جو عموماً آٹا اور بکرے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ خرمن تیار ہونے سے پیشتر مضافات کے زمیندار ان کے پاس برتن رکھ آتے ہیں جن کو وہ بھر کر مجاوروں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ الغرض ایک مرتبہ [illegible] بہت سے سینکڑوں آدمی بلا محنت روزی کھاتے اور جیسا کھاتے ہیں اس کا گن گاتے ہیں۔

اسی اثنا میں [illegible] راستے کے شیخ مو [illegible] کے گرد نواح کا راجہ اور راجہ کے بھائی بلیدیو کے اور مہندر راما کے اور الوسہ کے بیٹے شمیر اور اشیر نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

کیچ مکران سے عزیزوں کی آمد

جب آپ موضع بارک میں تھے تو کیچ مکران سے آپ کے حقیقی چچا شیخ تاج الدین اور سوتیلے بھائی شیخ رکن الدین حاتم اپنی والدہ ماجدہ سمیت تشریف لے آئے۔ جب ان کے آنے کی خبر قاضی رفیع الدین عباسی الہاشمی کو جو شیخ رکن الدین حاتم کے نانا تھے اور صوبہ بھکر کی گورنری پر مامور تھے پہنچی تو انہوں نے سرکار بھکر سے پندرہ گاؤں بطریق انعام آنحضرت کے خادموں کیلئے دلا دیئے۔

حضرت شیخ بہاؤالحق رحمۃ اللہ کی صاحبزادی سے نکاح

ایک گاؤں میں جس کا نام [illegible] تھا ایک درویش قاضی کبیر زادی جو شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے مریدوں میں تھا چند بیگھ [illegible] ملتہ پیرزادہ محمد حسین صاحب اپنی کتاب [illegible] کے [illegible] صفحے پر لکھتے ہیں کہ ملتانی قریشی اپنا نسب اس طرح بیان کرتے ہیں [illegible] بن اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ لیکن اس میں کلام ہے کیونکہ اسد بن ہاشم کے فقط ایک بیٹا حنین اور ایک دختر فاطمہ تھی جو حضرت علی کی والدہ تھی۔ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب معارف [illegible] میں [illegible] طور سے لکھا ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد کے سوا کوئی ہاشمی روئے زمین پر نہیں [illegible] آپ کا نسب [illegible] بن اسد بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی سے ملتا ہے۔

Marfat.com

معاش رکھتا تھا۔ اس فقیر اور شیخ حاکم کے کارندوں کی نہ بنی اور آپس میں عداوت پیدا ہو گئی۔ پس اس نے شیخ صاحب کی خدمت میں ملتان حاضر ہو کر حضرت سلطان التارکین رکا شکوہ اس طرح بیان کرنا شروع کیا کہ حضرت شیخ ابوالحسن علی ہکاری کی اولاد میں سے ایک شخص جو حمید الدین نامی ہیں اور حضرت سید احمد توختہ علیہ الرحمتہ کے نواسہ ہیں، اور جو کیچ مکران کی حکومت چھوڑ کر آج کل کوٹ مٹھن میں سکونت رکھتے ہیں ان کے متعلقین میں سے ایک نے میری مدد معاش بند کر دی ہے۔" حضرت شیخ المشائخ شیخ کبیر نے یہ دوہڑہ لکھ کر شیخ حاکم کی طرف روانہ کیا۔

(۱) حاکم آپے حکم کر آپے ہی بچار [illegible]

چنہاں [illegible] اس [illegible] بار"

حضرت سلطان حمید الدین حاکم نے اس رقعہ کا یہ جواب دیا۔ دوہڑہ

(۲) "[illegible] : [illegible]

نال [illegible] : جنہاں [illegible] محمد یار

(نوٹ) افسوس مجھے ان دوہڑوں کی زبان سمجھ نہیں آتی البتہ [illegible]

جو رقعوں کا مضمون ہے لکھ دیا جاتا ہے۔

(۱) واضح ضمیر منیر جانشین حضرت ابوالحسن علی ہکاری ہو اگرچہ آپ [illegible]

ہو کر رہنا ہی لازم ہے اور ایسے امر کا ارتکاب [illegible]

ایک چھوٹے سے قطعہ زمین کے لیے [illegible]

[illegible]

(۲) بعد تمہید نادر ذوالجلال و درود [illegible]

پلے ہے مگر چہ حاکم کہتے ہیں مگر فی الحقیقت [illegible]

رنجیدہ ہونے کا مطلق علم نہیں۔ انشاء اللہ [illegible]

Marfat.com

جب یہ خط حضرت شیخ بہاؤ الحق کی خدمت میں پہنچا آپ پڑھکر بہت خوش ہوئے اور حضرت شیخ حاکم کو بلا بھیجا چنانچہ آپ حاضر خدمت ہو گئے جن کو مل کر حضرت موصوف نہایت مسرور ہوئے اور اپنی صاحبزادی مسماۃ بی بی فاطمہ کا نکاح آپ سے کر دیا۔ اپنا خرقہ پہنا دیا اور اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔ اس وقت حضرت برہان السالکین سید السلوات شیخ جلال سرخ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی حاضر تھے جو کہنے لگے کہ آپ حضرت غوث کی خدمت میں حلق سر بھی کرائیں۔ حضرت حاکم نے جواباً فرمایا کہ میں شیخ رکن الدین علیہ الرحمۃ کا منتظر ہوں جو آپ کی اولاد میں سے ہوں گے اور میں ان سے بہرہ حاصل کروں گا۔ پس آپ پھر سومبارک واپس آ گئے اور اس رابعہ زمان کے بطن سے آپ کے ہاں ایک بیٹا تولد ہوا جس کا نام شیخ نور الدین رکھا گیا اور وہ ایسے مرد تھے کہ جس شخص پر آپ کی نظر جمالیت پڑ جاتی وہ اوتاد میں سے ہو جاتا۔

راجہ جام کی بیٹی سے نکاح

ملفوظات شیخ جمال اُچی میں مسطور ہے کہ حضرت سلطان التارکین غایت مستی و شوق سے رات دن جنگل میں رہا کرتے تھے اتفاقاً آپ کا گذر راجہ جام عرف دھڑا بن رائے دیون خواہرزادہ رائے پتھورا کے شہر میں جو ملک سندھ کا حکمران تھا۔ ناگاہ آپ کی نظر اس کی حور طلعت اور پری صورت بیٹی پر جو برلب بام کھڑی تھی پڑی۔ مولوی خاقانی اس جبینی ہی کی تعریف میں فرماگئے ہیں ؎

رُخ تو رونق قمر بشکست ❊ لب تو قیمت شکر بشکست

پس آپ نے ایک ہی نظر میں دل اس کے حوالے کر دیا ؎

چشم گریاں است و درد این و ناز و عشوہ این ❊ الوداع اے زہد و تقوے الفراق اے عقل و دین

ایسا ہی حضرت امیر خسرو دہلوی فرماتے ہیں ؎

آفت زہد و توبہ شد تُرک شراب خوار من ❊ یار گر این ست کے بود توبہ و زہد کار من۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت حاکم حیران و پریشان اسی شہر کے نواح میں ایک ویران مقام پر متمکن ہو گئے اور رات دن وہیں رہنے لگے ؎

رفتم دبردیم داغ تو بدل   صحرا بصحرا و منزل بمنزل

ایک دن وُہی جام والئ شہر نوسواروں کے ساتھ شکار کو نکلا اور پیاس کی شدت سے آنحضرتؒ کے حجرے کے قریب پہنچا اور پانی مانگا۔ آنجناب نے اسے پانی کا ایک کوزہ جس سے آپ وضو کیا کرتے تھے عطا فرمایا۔ چنانچہ تمام نے گھوڑوں سمیت سیر ہو کر پیا اور وہ جوں کا توں بھرا رہا۔ یہ کرامت دیکھ کر جام مذکور نے عرض کیا کہ کل آپ تشریف لے آئیں ایسا ہی کروں گا۔ دوسرے روز آپ وہاں پہنچے۔ جام نے کہلا بھیجا۔ کہ وہ سویا پڑا ہے۔ آپ نے غضب میں آکر یہ دوہڑہ پڑھا ؎

گتا جام نہ اٹھدا پیا ھن وا پاسے   اللہ کنوں منگ کے پیٹ پیڑ وت آسے

معاً اس کے شکم میں ایسا درد اٹھا کہ جان کے لالے پڑ گئے پس ناچار کہلا بھیجا کہ اگر آپ دعائے خیر فرمائیں تو میں تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں بشرطیکہ بادشاہوں کی رسوم کے مطابق آپ ساجک کا بھی بندوبست کریں۔ اس دن اللہ تعالٰی نے اس کو شفا بخش دی اور آپ نے چند لعل و مروارید و نقرہ بے شمار روانہ فرمایا۔ جام مذکور نے جب یہ مال و متاع دیکھا تو اپنے وزیر سے کہا کہ تو دعوٰے کر کے یہ میرا مال ہے اسے فلاں روز چور لے گئے تھے۔ جب وزیر نے یہ بات منہ سے نکالی تو آپ نے صحرا کی طرف نظر کی اور وہ تمام زر و جواہر سے پُر دکھائی دیا۔ پس آپ نے فرمایا کہ یہ متاع تو اٹھالے اور اس سے جس قدر چاہے ساتھ کے لئے لے لے۔ اب جام [illegible] نذر دی کو سوائے مطیع و منقاد ہونے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ اپنی بیٹی کا نکاح سلطان التارکین سے کر دیا۔ اس بی بی کا نام پتراں تھا۔ اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام شیخ تاج الدین رکھا گیا۔ یہ واقعہ بی بی فاطمہ بنت بہاوالدین زکریا ملتانی کی وفات سے پہلے کا ہے۔

Marfat.com

بی بی پتراتی کی نسبت بہاولپور گزیٹیر کا بیان

بہاولپور گزیٹیر میں مسطور ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے حضرت سلطان التارکینؒ کی کرامت متعلق درستی قبلہ مسجد کی تعمیر سنہ دیکھ کر اپنی بیٹی عائشہ عرف پتراتی حضرت حاکمؒ سے بیاہ دی اور ملتان اور بھکر کے درمیان ملک کا ایک بڑا حصہ جاگیر میں دے کر آپ کو دہلی سے رخصت فرمایا۔ اور علاوہ ازیں سات ہندو پیشہ ور یعنی کٹھارون کمہار، گگھ میراثی، دودھا حجام، کنٹا باورچی، ہستی، مہاجن، ڈوٹن ملاح اور گنگے بنیا اپنی بیٹی کے جہیز میں دیئے جو سلطان التارکین نے نام کے تمام آزاد کر دیئے جس کی شکر گذاری میں ان لوگوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ ان کے جانشین اب تک ریاست مذکورہ میں پائے جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے آپ کو ملک کے نام سے منسوب کرتے ہیں وہ بھی شیخ کے ہمراہ دہلی سے بطور دربان کے آئے تھے اور ان کی اصلی ذات پلہار یا پلیار تھی جو اہوکھڑ کی ایک شاخ ہے۔ مجھے اس بیان کے تسلیم کرنے میں کلام ہے کیونکہ پتراتی ایک مسلمان کی بیٹی نام نہیں ہو سکتا اور نہ ایک مسلمان اپنی بیٹی کے جہیز میں سب کے سب غلام ہندو ہی دینے پسند کرتا ہے پس لڑکی کا اپنا نام اور غلاموں کے اسماء سے ظاہر ہے کہ یہ اشخاص کسی ہندو رئیس کے متعلقین ہیں جو موجب بیان شیخ شہر اللہ و پیر فرح بخش راجہ جام ہی ہے۔ حضرت سلطان التارکین کی کلیات "گلزار" میں بی بی عائشہ اہلیہ آنحضرتؒ کا ایک مرثیہ درج ہے۔ مگر اس کے ساتھ صاف لکھا ہوا ہے "بنت قاضی وحید الدین احمدؒ" جس سے ثابت ہوا کہ عائشہ نہ تو راجہ جام کی بیٹی تھی اور نہ ہی سلطان التمش کی۔ پس بی بی پتراتی کے متعلق وہی بیان اصحّ ہے جو گذشتہ صفحہ پر مندرج ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ایک شاگرد کے دل سے لقا بہا سے ظلمت دور کرنا

مولانا مفخر الفضلاء ... عزیز الملت والدین صدر الفضلات مفتی الشرف نجیب الملت خطیب

Marfat.com

قصبہ سودائی دام اللہ فضلہ حضرت سلطان التارکین شیخ [illegible] سے تعلیم لیا کرتے تھے جب ان کو کوئی مشکل پیش آتی آنحضرت بڑے تامل کے بعد جواب دیا کرتے اور سوال کو حل فرمایا کرتے۔ ایک دن قاضی صاحب نے عرض کیا کہ یا شیخ یہ کیا بات ہے کہ آپ مراقبہ کے بغیر اشکال حل نہیں فرماتے شاید اس طرح سے [illegible] آپ تفکر نہیں کر سکتے۔ یہ سن کر آپ چپ ہو رہے اور [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان کے دل سے ظلمت کے تمام پردے اٹھا دیئے اور [illegible] مشرف فرمایا اور اس مقام تک پہنچ گئے جہاں وہم جانے کی مجال نہیں۔

آپ کا ایک مرید کو ڈوبنے سے بچانا

حضرت سید السادات سید جلال بخاری [illegible] فرماتے ہیں کہ ایک عزیز [illegible] عرف مہر نامی حضرت سلطان التارکین کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور آپ کی خانقاہ اور اس کے گاؤں کے درمیان پانچ دریا اکٹھے ہو کر بہا کرتے تھے۔ وہ ہر روز کشتی میں بیٹھ کر آیا کرتا تھا۔ ایک دن [illegible] دودھ کے برتن کو خوب مضبوطی سے بند کر لیا [illegible] جب درمیان پہنچا تو دریا سخت طغیانی پر تھا [illegible] ہونے کے قریب تھا کہ اس نے سلطان التارکین سے امداد کی [illegible] ہوا جس نے اسے کنارے پر لگا دیا۔ آخر الامر وہ دودھ لے کر سلطان [illegible] کی خدمت میں حاضر ہوا [illegible] کیا یا شیخ آج مجھے سخت محنت کرنی پڑی۔ آپ نے تبسم ہو کر فرمایا [illegible] یہ واقعہ آنحضرت کے قطب الاقطاب رکن الملۃ والشرع [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] العزیز سے بیعت کرنے سے پیشتر کا ہے۔

Marfat.com

توجیہ علوِّ مرتبہ حضرت شیخ رکن العالم قدس سرہ العزیز

حضرت سید السادات قدوۃ الواصلین سید جلال مخدوم جہانیاں بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت پیر دستگیر غوث العالمین بہاؤ الملت والشرع والدین شیخ کبیر ابو محمد زکریا قدس سرہ العزیز نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اس فقیر کو ہر درویش کا مرتبہ معلوم ہے۔ سوائے فرزندم رکن الملت والشرع والدین ابوالفتح فیض اللہ فانی فی اللہ باقی باللہ کے رتبہ کے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ فرزندم سلطان التارکین حمید الدین حاکم کو حضرت سید احمد توختہ اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی الکبری رحمۃ اللہ علیہما نے خوشخبری سنائی تھی کہ "تیرا نصیب قطب الاقطاب حضرت شیخ رکن الدین کے پاس ہے۔ جب وہ عالم عدم سے وجود میں آئیں گے تجھے باقی نصیب ان سے ملے گا" پس جب ایسے عزیز نے ان کی خدمت میں بیعت کی تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

راضی بفقر و فاقہ

شیخ جمال اچی سے منقول ہے کہ حضرت سلطان التارکین حاکمؒ فقر و فاقہ میں بسر کرتے تھے ایک دفعہ آپ کو پانچ دن کھانے کو کچھ نہ ملا۔ آخرالامر آپ کو آپ کی بیوی مسمات فاطمہ بی بی بنت غوث العالمین شیخ بہاؤ الحق نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ فرزند دلبند میں اب بھوک برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی۔ یہ سن کر آپ نے اپنے مصلے کا سرا اٹھایا جہاں سے آپ کو ایک بے مثل در یتیم مل گیا جو آپ نے رابعۂ زمانہ کے حوالے کر دیا ایک گھڑی بھی نہ گذری تھی کہ بی بی صاحبہ پر خواب نے غلبہ کیا عالم رؤیا میں آپ کو بہشت دکھائی دی جس میں ایک بڑا محل نظر آیا جو بڑے بڑے موتیوں سے بنا ہوا تھا۔ مگر اس کے ایک دروازے کا کنگرہ نہ تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کا محل ہے پاسبانوں نے عرض کیا کہ یہ سلطان التارکین حمید الدین شیخ حاکم ابوالغیث اور

Marfat.com

ان کی بیوی کا۔ آپ نے پھر پوچھا کہ اس کا ایک کنگرہ کیوں غائب ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس مردار بید کے عوض میں جو اس نے دنیا میں لے لیا ہے۔ جب بی بی صاحبہ کی آنکھ کھلی آپ فوراً وہ مردار بید لیکر شیخ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یہ جہاں سے آپ نے منگایا ہے وہیں واپس بھیج دیں۔ آپ نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور وہ اسی جگہ غائب ہو گیا۔

سلطان حاکم علیہ الرحمۃ کا پُرتاثیر درخت

حضرت شیخ المشائخ شیخ عثمان سیاحؒ سے منقول ہے کہ ایک دن ایک شخص نے قطب الاقطاب رکن الملت والشرع والدین شیخ ابو الفتح فیض اللہ کی خدمت میں آکر تعویذ کے لئے التجا کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس شجر بید کی لکڑی جس نے قصبہ امور میں پرورش پائی ہے اس شخص کو دید و انشاء اللہ اپنی مراد کو پہنچ جائے گا۔ حضار مجلس میں سے ایک نے عرض کی کہ یا شیخ ہر صاحب کو اسی تعویذ چوب کا حکم ہوتا ہے معلوم نہیں کہ یہ جناب شیخ کا تصرف ہے یا پہلے ہی سے تاثیر اس درخت میں موجود ہے۔ شیخ رکن الدین قدس سرہ نے زبان گوہر بار سے ارشاد فرمایا کہ ایک دن اور دم شیخ حمید الدین حاکمؒ کمال شوق سے عالم سکر میں تھے کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا یا شیخ مجھے اولاد کی آرزو ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بہرہ ور کرے۔ آپ نے فرمایا اس درخت کی لکڑی لے جا کر اپنی بیوی کی کمر میں باندھ دے تو اپنے مقصود کو پہنچ جائے گا اور پھر فرمایا کہ جو شخص غرض اس درخت کی لکڑی کو تعویذ کے طور پر رکھے گا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا اسی دن سے اللہ تعالیٰ نے اس درخت میں یہ تاثیر رکھی ہے۔

سلطان حاکم علیہ الرحمۃ کا کمال

حضرت شیخ الاولیا شیخ عثمان سیاحؒ سے منقول ہے کہ ایک دن سلطان التارکین حمید الدین شیخ

Marfat.com

حاکمؒ حرم کعبہ کے گرد طواف کرتے تھے ایک شخص آپ کے قدم بر قدم رکھتا جاتا تھا۔ آپ نے تبسم فرما کر فرمایا کہ قدم بر قدم رکھنا تو آسان ہے مگر باطن کے قدم بقدم چلنا مشکل اس نے عرض کیا میں اسے نہیں سمجھا۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ بعض عارف فقیر حرم کعبہ کا طواف کرتے ہوئے چوتھے قدم پر قرآن شریف ختم کر دیتے ہیں۔ اس کے دل میں گذرا کہ شاید ان کے معنی پر غور کر لیتے ہونگے۔ آپ نے صفائے قلب سے معلوم کر کے فرمایا کہ جو کچھ تیرے دل میں گذرا ہے درست نہیں۔ حضرت عزت کی مدد سے اس کا لفظ لفظ ادا کرتے ہیں۔ اسی جگہ شیخ المشائخ عبداللہ یافعی و سلطان التارکین حضرت حمید الدین شیخ حاکمؒ ملاقی ہوئے۔ جب مل چکے تو اس شخص نے شیخ اول الذکر سے ارشادِ حاکمی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں سلطان التارکین کا حال معلوم نہیں یہ تو ان کا ادنیٰ سا مرتبہ ہے۔

سلطان حاکمؒ کی شب زندہ داری

حضرت شیخ العالمین شیخ حسن افغان سے منقول ہے کہ آپ کی بیوی صاحبہ بی بی فاطمہ بنت شیخ کبیر بہاؤالدین زکریا اپنے بھائی حضرت شیخ صدرالدین العارف والشرع والدین کے گھر تشریف لے گئیں۔ علی الصبح شیخ صدرالدین نے مشاہدہ کیا کہ بستر خالی پڑا ہے اور آپ بوریئے پر سوئی پڑی ہیں۔ جب آپ بیدار ہوئیں تو شیخ موصوف نے پوچھا کہ آپ تمام شب بستر خالی چھوڑ کے بوریئے پر پڑی رہیں۔ فرمایا مجھے ایسے بستروں پر سونے کی عادت نہیں۔ کیونکہ آپ کے بہنوئی صاحب کی عادت ہے کہ وہ تمام رات چار رکعت نماز میں گذار دیتے ہیں اور ہر رکعت میں قرآن مجید ختم کرتے ہیں اور اس سے فارغ ہو کر نماز فجر تک اکثر مراقبے یا سجدے میں پڑے رہتے ہیں۔ اور اور شاذ و نادر ہی لیٹتے ہیں۔ ایک دن لیٹے ہوئے تھے کہ میں نے آپ کے سر کے نیچے تکیہ رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا شیخ کبیرؒ کی بیٹی ہو کر اس طرح کی حلاوتِ نفس پسند کرتی ہو؟

Marfat.com

مرشدِ حضرت حاکمؒ کا ارشاد

حضرت سید السادات حضرت میر حسینی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دن شیخ رکن الدینؒ عالم شوق میں مستغرق بیٹھے ہوئے تھے کہ حاضرین میں سے ایک نے عرض کیا کہ یا شیخ مجھے آپ کی اولاد دیکھنے کی آرزو ہے آپ ابھی اپنی اولاد کے لئے دعا کریں۔ شیخ رکن الدین نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اود رم شیخ حاکم کے فرزند میرے فرزند ہیں۔ ان کی اولاد میری اولاد اور ان کا سجادہ میرا سجادہ۔

آنحضرتؒ کی دعا سے خشک باغ کا تر و تازہ ہو جانا

حضرت قدوۃ الواصلین شیخ اولاد لیا شیخ عثمان سیّاحؒ سے منقول ہے کہ ایک دن سلطان التارکین میراںؒ شیخ حاکمؒ کا ایک باغ میں گذر ہوا جو کہ خشک پڑا تھا آپ نے اپنی زبان گوہر بار سے ارشاد فرمایا کہ یا خدا یا فقیر کا گذر اس جگہ ہوا ہے اس سوکھے ہوئے باغ کو سبز کر دے۔ اللہ پاک کی قدرت سے باغ اسی وقت تر و تازہ ہو گیا۔

سلطان حاکمؒ کی بارگاہ میں سلطان غیاث الدین تغلق کے وزیر کی تنبیہ اور تغیر کردار

حضرت سید السادات سید جلال مخدوم جہانیاں قدس سرہ العزیز سے منقول ہے کہ سلطان غیاث الدین کا ایک وزیر سلطان التارکین شیخ حاکمؒ کی زیارت کو آیا۔ آپ گوشہ فقر میں بڑے استغناء سے بیٹھے جب وہ وزیر پاس بیٹھا تو اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ایسے فقیر درویش ... وزیروں کے شایان شان نہیں۔ آپ نے اسی وقت اپنے کلاہ کو ٹیڑھا کر دیا جس سے ساتھ ہی وزیر اور اس کے ساتھیوں کا منہ ٹیڑھا ہوگیا۔ وزیر نے عرض کیا کہ یا شیخ جو برا خیال ناقص کے دل میں گذرا ہے وہ نادانی کی وجہ سے امید ہے آپ اسے معاف کر دیں گے۔ آپ نے تبسّم فرما کر اپنی ٹوپی سیدھی کر دی بس اسی وقت تمام کا چہرہ درست ہوگیا۔

Marfat.com

عفتِ سلطان التارکین قدس سرہ

حضرت برہان السالکین شیخ عثمان سیاح سے منقول ہے کہ سلطان التارکین حمید الدین شیخ حاکمؒ ابتدائے حال میں سب کچھ ترک کر کے کعبہ شریف جانے کی نیت سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوئے سمندر میں ایسی بادِ مخالف چلی کہ تمام اہل جہاز جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس وقت ناخدا نے کہا اے "مسلمانوں! اگر تم میں سے کوئی مرد خدا اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دے تو جہاز بچ جائے اور لوگ بھی محفوظ رہیں۔ یہ بات سنتے ہی حضرت سلطان التارکینؒ نے اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا۔ خدا کی قدرت سے اسی وقت اس میں ایک ایسی موج اٹھی جس سے آپ صحیح و سلامت ایک پہاڑ پر کنارے جا لگے آپ نے جہاں نزول فرمایا وہاں بہت سے انسانوں کی ہڈیاں پڑی پائیں۔ آدھی رات کے بعد ایک بڑی خوبصورت عورت جس کی تعریف بروئے قلم نہیں آسکتی آپ کے پاس آئی اور کہا کہ اے بندۂ خدا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ ہم بنی نوع انسان زندگی کے دن اس ہولناک مقام میں اکٹھے پورے کریں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ ایک گھڑی بعد جب آپنے اس میں آثار شہوت دیکھے تو زبان مبارک سے اسے مخاطب کر کے فرمایا کہ اے قحبہ سُن اگر تو مجھ سے بڑی ہے ...

... تو بمنزلہ میری ماں کے ہے۔ اگر میری ہم عمر ہے تو بہن کے جا بجا ہے اگر مجھ سے چھوٹی ہے تو میری فرزند ہے۔ یہ کلمات سن کر وہ شکل غائب ہو گئی۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے حاکمؒ یہ جتنے مردہ آدمیوں کی ہڈیاں تم دیکھتے ہو اسی عورت کی حرکت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جو کوئی اس سے ملوث ہوا دیوانہ ہو کر مر گیا۔

شیخ علی عرف ورکہ کی فیض یابی

حضرت عثمان سیاح سے منقول ہے کہ ایک عزیز علی نامی عرف ورکہ شیخ الاولیا قطب الاقطاب شیخ رکن الدین کی خدمت میں بیعت و ارادت و دریافت طریق سلوک کی نیت سے حاضر ہوا آپ عالمِ سکر میں

Marfat.com

مستغرق تھے فرمایا جا اپنی راہ لے۔ تیرا نصیب او در م شیخ حمید الدین حاکمؒ کے پاس ہے۔ جب شیخ علی کے کان میں حضرت رکن العالمؒ کی زبان سے یہ مژدہ پہنچا وہ اسی وقت وہاں سے روانہ ہو کر حضرت سلطان التارکینؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ جونہی آنجنابؒ کی نظر فیض اثر اس پر پڑی اس کا دل ظلمت کے تمام پردوں سے مصفا ہو گیا۔ آپ نے اپنے پاس اسے دور انیں اور رکھا یہاں تک کہ وہ فائز المرام ہو گیا۔ اس کی تربتِ مبارک آنحضرت کے مقدس مقبرہ کے قریب مشہور ہے۔

نجار عرف کردہ کا فیض یاب ہونا

حضرت شیخ المشائخ شیخ جمال اچی سے منقول ہے کہ ایک دن سلطان التارکین مخدوم حمید الدین حاکمؒ کا شرف ملازمت حاصل کرنے کے لئے ایک درویش حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے خادم کو سگ دیوانہ نے کاٹا ہوا تھا جس سے اس کی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اس درویش کے دل میں گذرا کہ دلی کے خادم کو دیوانے کتے کے زہر سے مضرت پہنچنا ایک نہایت حیرت انگیز امر ہے۔ آپ نے اپنا روئے مبارک نجار عرف کردہ کی طرف کیا اور فرمایا کہ اس کے زخم میں اپنا آب دہن ڈال دے مریض اسی وقت شفایاب ہو جائے گا۔ اور میں نے خداوند تعالیٰ سے دعا کر کے منظور کرا لیا ہے کہ جو کوئی تیری اولاد سے ہوگا۔ اس کا سگ دیوانہ گزیدہ کے زخم میں تھوک دینا مریض کو چنگا بھلا کر دے گا۔

یوسف لوہار کی ہنر افزائی

حضرت سید السادات مخدوم جہانیاںؒ سے منقول ہے کہ سلطان حاکمؒ کو ایک گاؤں اور اس کے ساکنین سے بڑی الفت تھی۔ ایک دن ایک آہنگر یوسف نامی جو اسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ آپ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کسی نے عرض کیا کہ یا شیخ۔ یوسف آہنگر جس پر آپ بہت رحیم ہیں۔ چونکہ نالق کاریگر نہیں اس لئے اس کی

Marfat.com

عمر فقر و فاقہ میں گذرتی ہے۔ آپ اس وقت خوش وقت بیٹھے تھے یہ دوہڑہ پڑھا ۔

سون کی انگری مستت کو وبجی مہل　　　یوسف لوہار وکنی سوفی مہندی مل

اسی دن سے اللہ تعالیٰ نے اس پر فیض وکرامت کا دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ پھر وہ جو کچھ بناتا تھا لوگ اسے زر سے تول کر لیتے تھے ۔

سلطان حاکم کا منظورِ نظرِ طعام

شیخ المشائخ شیخ حسن افغانؒ سے منقول ہے کہ شیخ علم الدین علامہ ولد حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا قدس سرہٗ بیمار تھے۔ جب آپ کی خبر مرض شیخ کبیرؒ کو ہوئی فرمایا فرزندم حمید الدین حاکم کی نذر طعام بھسری[1] دو تاکہ اسے صحت نصیب ہو۔ چنانچہ جب انہوں نے تعمیل ارشاد کی شافیٔ برحق نے انہیں شفا بخش دی۔ اور اب تک شیخ بہاؤالدین کے قبائل کو جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو وہ اس کے لئے یہی طعام بھسری دیتے ہیں ۔

حصولِ خطاب سلطان التارکین اور حضرت سلطان حاکم کی اولاد کے حق میں آپ کے مرشد علیہ الرحمۃ کی دعا

حضرت المعظم شیخ عثمان سیاحؒ سے منقول ہے کہ ایک دن سلطان التارکین، سید مخدوم جہانیاں شیخ فخرالدین عراقی اور شیخ جمال اُچی رحمۃ اللہ علیہم ایک حجرہ میں مشغول یادِ الٰہی تھے۔ کہ دنیا صاحب جمال عورت کی شکل میں چند روغنی وشکر آمیختہ نان سلطان التارکین کی خدمت میں لائی آپ نے اس کی طرف جوتا پھینک کر اس سے منہ موڑ لیا۔ اس طرف سے مایوس ہو کر وہ شیخ فخرالدین عراقی کی طرف آئی آپ نے بھی اس کی جانب التفات نہ کی اسی حال میں سید السادات، مخدوم جہانیاں نے دو روٹیاں لے لیں اور کہا کہ میں نے اپنی اولاد کے لئے لی ہیں اپنے لئے نہیں۔ اسی دن شیخ رکن الدین نے شیخ حاکم کو بلا بھیجا۔ جب آپ اپنے حجرے سے

[1] بھسری ایک قسم کی روٹی ہے۔ جس کی روٹیوں میں شکر اور توے پر گھی ڈال کر پکاتے ہیں۔

Marfat.com

باہر سے آئے تو جس کسی نے دیکھا وہی بول اٹھا کہ سلطان التارکین آتے ہیں اور یہی وجہ آپ کے اس خطاب سے سرفراز ہونے کی تھی۔ اسی دن شیخ رکن الدین قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں نے خداوند تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ آپ کی اولاد سے کوئی شخص برص اور نامردی کی زحمت میں مبتلا نہ ہوگا۔

دریا در کوزۂ سلطان حاکمؒ

حضرت سید السادات شیخ جلال مخدوم جہانیاں سے منقول ہے کہ کفار کی فوج ملتان میں لوٹ مار مچانے کی غرض سے روانہ ہوئی۔ جب دریا کے کنارے پر پہنچی حضرت سلطان التارکین حمید الدین شیخ حاکمؒ نے اپنا ایک کوزہ دریا میں ڈال دیا۔ جس میں دریا کا تمام پانی آگیا اور وہ تمام دریا خشک ہوگئے۔ گرمی کا موسم تھا بہت سے کفار لشکری پیاس سے ہلاک ہوگئے۔ ادھر جعفر خاں والئے شہر ملتان نے غنیم کے لشکر پر حملہ کر دیا چنانچہ کفار کو شکست ہوئی۔ دریا کے خشک ہونے سے لوگ سخت حیران تھے تمام لوگ جمع ہو کر شیخ کبیر بہاؤ الدین زکریا کی خدمت میں ملتجی ہوئے آپ نے فرمایا کوئی فکر نہ کرو تمام دریا فرزندم شیخ حاکم کے کوزہ میں ہے پس آپ نے شیخ حسن افغان کو سلطان حاکم کی خدمت میں بھیج کر التماس کیا کہ آپ کوزہ دریا میں ڈال دیں جب آپ نے حکم کی تعمیل کی تو خدائے عزوجل کی قدرت سے دریا پھر جاری ہوگیا۔

شیخ حاکم کا طرفۃ العین میں قونیہ مبارک سے دہلی پہنچنا

حضرت شیخ جمال اچی سے منقول ہے کہ ایک دن سلطان التارکین [illegible] نے دریہ کناں اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے سر اٹھایا۔ حاضرین مجلس نے اس کی وجہ دریافت پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ برادرم شیخ صلاح الدین المشہور شیخ جمال خیاط جو شیخ رکن الدین ابوالفتح قدس اللہ کے مرید دل میں سے تھے دہلی میں انتقال کر گئے ہیں اور وقت وصیت کی ہے کہ میرا جنازہ حمید الدین حاکم کے

بغیر نہ پڑھیں۔ پس میرا وہاں جانا ضروری ہے۔ پس آپ نے اسی جگہ اسم اللہ ہُو زبان مبارک سے صادر فرمایا اللہ ہو مبارک میں ادا ہوا۔ ادھر دہلی میں چنانچہ آپ شریک جنازہ ہو گئے۔

حرمت دردِ سینہ حاکمؒ

حضرت شیخ الاولیا شیخ عثمان سیاح فرماتے ہیں کہ وہ حضرت شیخ رکن الدینؒ کے ساتھ حرم کعبہ میں تھے اور سلطان التارکین ان کی خدمت میں مستغرق بیٹھے تھے۔ اسی وقت ایک سندھی فقیر نے شیخ رکن الدین علیہ الرحمتہ کی خدمت میں عرض کی کہ یا شیخ میں بیمار تھا اب خدائے شافی نے شفا بخش دی ہے۔ حُبِ وطن دل پر غالب ہے مگر ایک قدم چلنے کی بھی طاقت نہیں۔ آپ نے فرمایا منہ وطن کی طرف کر کے کہو۔ الٰہی بحرمت دردِ سینہ حاکمؒ۔ اس نے ابھی یہ الفاظ تین بار ہی کہے ہونگے کہ حضرت ذوالجلال نے اسے وطن میں پہنچا دیا۔

افتخار دردِ سینہ حاکمؒ

ایک دن سید جلال مخدوم جہانیاںؒ شیخ جمالی اچیؒ۔ شیخ عثمان سیاحؒ اور لال شہبازؒ ایک ہی جگہ تشریف فرما تھے کہ مریدانِ کامل کا ذکر چھڑا جناب سید السادات نے فرمایا کہ بعض مرید مرشدوں کے لئے باعث فخر ہوتے ہیں چنانچہ ایک دن شیخ کبیر بہاؤ الحق والشرع والدین نے فرمایا کہ میں درگاہ کبریا میں شیخ حسن افغان کا اخلاص لے جاؤں گا۔ اور ایک دن شیخ المعظم شیخ رکن الدین ابوالفتح فیض اللہ نے زبانِ گوہر بار سے ارشاد فرمایا کہ مجھے حضرت رؤف میں حاکمؒ کے دردِ سینہ کا فخر ہوگا اور ایک روز شیخ الاولیا شیخ نظام الدینؒ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن خسروؒ کے سوزِ سینہ پر فخر کروں گا۔

Marfat.com

سجادہ نشینانِ ملتان کا مباحثہ اور اظہارِ کرامت

حضرت شیخ المشائخ جمال اُچی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ شیخ علم الدین حضرت شیخ کبیر بہاؤ [illegible]
ذکریا کی سجادہ نشینی حاصل کرنے کو سلطان غیاث الدین کی خدمت میں عرض کرنے کے لئے دہلی کی طرف [illegible]
جب آپ نے شرفِ ملاقات دست بوسی حاصل کیا۔ بادشاہ شکار کھیلنے کو نکلا ہوا تھا۔ شیخ مذکور [illegible] علم [illegible]
شناس تھے چنانچہ جب آپ کا ہاتھ بادشاہ کی نبض پر پہنچا، آپ نے معلوم کر لیا کہ ان کے شکم میں [illegible]
سے کہہ دیا کہ جب بادشاہ شکار کی ہوا میں پھرے گا اس کے پیٹ میں درد پیدا ہو جائے گا اس وقت [illegible]
شیر شتر کے ساتھ اسے کھانے کو دینا شفا ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بادشاہ شفایاب ہو گیا [illegible] واقعہ کا
ذکر بادشاہ سے کر کے وزیر نے شیخ علم الدین کی رسائی دربار شاہی تک کرا دی۔ اور سلطان [illegible]
موقع پا کر شیخ موصوف نے سلطان غیاث الدین تغلق کی خدمت میں حضرت شیخ المعظم شیخ رکن الدین [illegible]
کا شکوہ آغاز کر دیا کہ آنحضرت کو شیخ بہاؤ الدین کا سجادہ نشین ہونا لازم نہیں کیونکہ وہ علم ظاہری [illegible] نہیں رکھتے
بلکہ محض امی ہیں اور علاوہ ازیں وہ شیخ کبیر کے پوتے ہیں اور میں بیٹا [illegible] ملتان [illegible]
آدمی شیخ موصوف کے بلانے کو بھیجے۔ پیغام پہنچنے پر شیخ رکن الدین معہ [illegible]

ملتان سے دہلی میں اندازِ کرامت

شیخ حاکم اور سید السادات مخدوم جہانیاں تخت پر سوار ہوئے جو ہوا میں اڑ کر [illegible]
سلطان العارفین سے لوگوں نے بائی ملتان اور یاتے دم دہلی میں [illegible]
میں نکلا اور سیدھا دہلی میں۔

روایت ہے کہ جب تخت اجودھن کے قریب پہنچا تو شیخ رکن الدین [illegible]
فرمایا کہ یہ سلسلہ سہروردیہ و چشتیہ کے درمیان حد ہے۔ سلطان العارفین نے اس پر [illegible]
کے درمیان کوئی حد نہیں ہونی چاہیے۔ چنانچہ وہ حد اسی وقت غائب ہو گئی۔

Marfat.com

حل مسائل جب حضرت شیخ رکن الدین دہلی پہنچ گئے تو شیخ علم الدین نے بادشاہ سے کہا کہ میں تین مسئلے شیخ موصوف سے پوچھتا ہوں جن کا جواب وہ نہ دے سکیں گے۔ اول یہ کہ وضو میں ہاتھ دھونا۔ کلی کرنا، اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے اور منہ دھونا فرض۔ پس تین سنتیں فرض پر کیوں مقدم ہوئیں (مسئلہ دوم و سوم ندارد۔ ناقل) یہ استفسار لکھ کر شیخ رکن الدین کی خدمت میں بھیجا گیا۔ سلطان التارکین نے جو حاضر خدمت تھے یہ جواب دیا۔ "کہ سنتوں کی تقدیم رنگ و ذائقہ و بو معلوم کرنے کے لیے ہے۔ ہاتھ دھونے سے رنگ معلوم ہو جاتا ہے۔ کلی کرنے سے ذائقہ اور ناک میں پانی ڈالنے سے بو پس جب پانی امتحان میں پورا اترا تو اطمینان ہو گیا کہ اس سے فرض ادا کیا جائے۔

جب یہ جواب مجلس میں پڑھکر سنائے گئے تو شیخ علم الدین نے کہا کہ شیخ حمید الدین حاکم نے لکھ کر دیئے ہیں، ورنہ ممکن نہ تھا کہ شیخ رکن ان مسائل کے حل پر قادر ہو سکتے۔ القصہ شیخ موخر الذکر نے سلطان غیاث الدین تغلق کو کہلا بھیجا

ایک عالم کی شکست کہ میں فقیر ہوں۔ مجھے سجادگی سے کوئی سروکار نہیں اگر شیخ علم الدین کو بحث کا شوق ہے تو میں بازار سے ایک غلام خرید کر بھیجوں گا شیخ موصوف اس سے مباحثہ کرے۔ بالآخر آپ نے غلام منگایا اور سلطان التارکین سے فرمایا کہ اپنا لعاب دہن اس غلام کے منہ میں ڈال دو۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کرنے پر اسے علم لدنی مرزوق ہو گیا۔ اس کا نام شیخ محمد رکھا گیا۔ دوسرے دن مدرسہ میں دونوں کا مناظرہ ہوا۔ اور شیخ علم الدین مقابلہ میں علت و معلول سب بھول گئے۔ پس ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے مکان کو چلے گئے۔ شیخ محمد کے لیے کوئی سواری نہ تھی۔ آپ ایک درخت پر چڑھ گئے جو خداوند عزوجل کی قدرت سے توسن راہوار کی طرح چلنے لگا۔ اس درخت کو ہندی میں چند کہتے ہیں اور اسی سبب سے غلام مذکور کی اولاد چندالہ کے لقب سے ملقب ہوئی قصہ کوتاہ شیخ رکن الدین سجادگی سے دستبردار ہو گئے۔ جو شیخ علم الدین کو مل گئی۔

شیخ رکن الدین کی تین نصیحتیں بوقت رخصت شیخ رکن الدین نے شیخ علم الدین کو تین نصیحتیں کیں۔

(۱) خانقاہ میں درس نہ دینا۔

(۲) کبوتر دل کو روضہ سے نہ نکالنا۔

Marfat.com

(۱) جو فقیر حجرہ میں مشغولِ ذکر رہیں ان پر تشدد نہ کرنا۔

شیخ علم الدین نے کسی نصیحت پر بھی عمل نہ کیا۔ چنانچہ روضہ کو درس گاہ بنا لیا۔ کبوتروں کو نکال دیا اور شیخ رکن الدین حاتم کو جو شیخ حاکم کے علاتی بھائی تھے اور جو ہمیشہ عالم سکر میں مستغرق رہنے کے سبب شریکِ جماعت و نمازِ جمعہ نہیں ہو سکتے تھے پیش کرنے کا حکم دیا اور جب وہ سامنے آئے تو سخت احتساب کیا۔ یہ سب کچھ سن سہہ کر شیخ رکن الدین حاتم کی زبان سے بے ساختہ نکلا "اے سوختہ سوختگانِ عشق را چرا مے سوزی" (اے جلے ہوئے عشق کے جلے ہوؤں کو کیوں جلاتا ہے) اسی دن سے شیخ علم الدین کو ایسی سوزش لگی کہ سات دن میں جان بحق تسلیم ہو گئے۔ جب یہ خبر حضرت قطب الاقطاب رکن الحق والشرع والدین کو پہنچی فرمایا حاتم نے ایک ہی پر اکتفا کیا میں نے حق تعالیٰ سے دعا کر کے شیخ بہاؤ الحق والشرع والدین کے تمام بیٹوں کی اولاد دور کرا دی اور اسی حالت میں آپ نے ایک سکے کی سخت ضرب لگائی نتیجہ یہ ہوا کہ دوسروں کا تو کیا ذکر خود آپ کے بھی اولاد نہ ہوئی (تمام بیٹوں کی اولاد دور کرانے کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ شیخ بہاؤ الحق کے بیٹوں کی اولاد عام طور پر پنجاب میں پائی جاتی ہے۔ ناشر)

واقعہ وفات شیخ علم الدین

بادشاہی کی قیمت

شیخ عثمان سیاح سے مذکور ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق حضرت سلطان التارکین کی ملاقات کو آئے۔ آپ خرقہ میں پیوند لگا رہے تھے۔ بادشاہ کے دل میں دست اندازی کے [illegible]
آپ نے صفائے قلب سے دریافت فرما کر یہ دوہڑہ پڑھا۔ دوہڑہ

مول ملیری میں اجھالی تنخلی ہے مون [illegible]

اسی وقت بادشاہ کے شکم میں درد اٹھا اور وہ پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا اور ایسا [illegible] زندگی کی امید منقطع ہو گئی اور آخر الامر حضرت سلطان التارکین سے التجا کی کہ میرے حال پر رحم فرمائیں۔ آپ نے تبسم فرما کر

Marfat.com

فرمایا کہ جب تک آدھی بادشاہی لکھ کر مجھے نہ دو گے خلاصی نہ ہو گی سلطان تغلق نے منظور کر لیا آپ نے اپنی ایک جوتی اس کے شکم پہ رکھ دی اسی وقت اس سے ایک گوز صادر ہوا جس سے اس کو شفا ہو گئی۔ بادشاہ نے کہا کہ میری نصف بادشاہی مبارک۔ آپ نے فرمایا کہ جس شے کی قیمت ایک گوز ہو میں اسے کس طرح قبول کروں۔

سلطان غیاث الدین تغلق کی موت

کہتے ہیں کہ سلطان غیاث الدین تغلق کے فوت ہونے کا سبب یہ تھا کہ ایک دن حضرت رکن الملت والشرع والدین شیخ نظام الدین کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت کا وقت خوش تھا۔ ایک درویش نے سلطان مذکور کا شکوہ شروع کیا۔ اس وقت بادشاہ شکار کو نکلا ہوا تھا۔ شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو وہ پھر دہلی نہیں آسکے گا کسی نے اسی وقت یہ بات بادشاہ سے جا کہی۔ اس نے سن کر بہت پیچ و تاب کھایا اور اسی وقت واپس ہو گیا۔ دہلی کے پاس پہنچ کر اسے باواز بلند کہا کہ میں دشمنوں کے سینے پر پاؤں رکھ کر آیا ہوں۔ کسی نے یہ بات شیخ موصوف کے گوش گذار کر دی۔ آپ نے فرمایا "ہنوز دہلی دور است" جب تغلق دروازے کے پاس پہنچا تو اس پر دروازہ گر پڑا اور اس کے سینے میں ایسی ضرب لگی کہ وہیں جان بحق تسلیم ہو گیا (یہ ۷۲۵ھ کا واقعہ ہے۔ ناقل)

عطائے سجادگی

شیخ عثمان سیاح سے مذکور ہے کہ حضرت شیخ رکن الدین نے وفات کے وقت شیخ کبیر بہاؤالدین کی سجادگی شیخ فخر الدین عراقی کو دی اور اپنی سجادگی سلطان التارکین حمید الدین شیخ حاکم کو عنایت فرمائی جو آپ کی وفات کے بعد آپ کے بڑے بیٹے شیخ نور الدین کو ملی۔ ان کے بھائی شیخ تاج الدین نے جب شیخ فخر الدین میں سبکی تکلفی اور آزادی مشاہدہ کی تو بادشاہِ وقت کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ شیخ کبیرؒ جیسے مجتہد عصر کا

Marfat.com

سجادہ نشین اس شخص (شیخ فخرالدین) کو جو صاحب دل جوانوں کے مجمع میں سرود سنتا رہتا ہو نہیں ہونا چاہیے جب شیخ عراقی کو یہ بات معلوم ہوئی آپ کعبہ شریف کی طرف چلے گئے اور شیخ کبیرؒ کی سجادگی شیخ اسمٰعیل کو تفویض ہوئی چنانچہ اب تک شیخ کبیر علیہ الرحمۃ کی سجادہ نشین شیخ اسمٰعیل ہی کی اولاد ہے۔

شیخ نورالدین کی اولاد کو تعویذ کی بخشش

حضرت شیخ راجو قتال سے منقول ہے کہ حضرت سلطان التارکینؒ کا ایک دن وقت خوش تھا آپ کا گذر ایک بیمار پر ہوا جس کو لاعلاج مرض لاحق تھا۔ آپ نے اپنے فرزند شیخ نورالدینؒ کی طرف توجہ کر کے فرمایا کہ اس بیماری کے لئے یہ نقش لکھ کر دو خداوند جل وعلیٰ کی قدرت سے بعید نہیں کہ یہ شفایاب ہو جائے مجھے اس نقش کا نقش اپنے نانا حضرت سید احمد توختہ علیہ الرحمۃ کی خدمت سے حاصل ہوا ہے اور میں نے اس کا تصرف تیری اولاد کو بے نصاب وزکوٰۃ بخشا۔ شیخ نورالدینؒ نے فوراً وہ نقش لکھ کر اس مریض کو دیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اسے طرفۃ العین میں شفا بخش دی نقش یہ ہے۔

یا ...	یا حفیظ	یا حافظ
۱۰	۴	۲۸
۷	۵	۹
۸	۳	۲

موثر دوہڑہ

شیخ الاولیاء شیخ راجو قتال سے منقول ہے کہ ایک عزیز نے حضرت شیخ حاکمؒ سے تعویذ کا التماس کیا۔ آپ خوش وقت بیٹھے ہوئے تھے یہ دوہڑہ لکھ دیا ؎

جو کو جہہ کر نس سونوں کر بن اور نہ سکے کو ✝ جو کو کہے جو ہوں کراں کہا د ہاری ہو"

اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اس گروہ اور سلسلہ سے جس مقصد کے لئے اس دوہڑے کو لکھ دے گا۔ حضرت مجیب الدعوات اس کی مراد پوری کر دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ

Marfat.com

سلطان شاہ لودی کی لڑکی سے فرزند اکبر سلطان حاکمؒ کی شادی

سلطان شاہ لودی نے اپنی بیٹی اپنے بھتیجے سے منسوب کی ہوئی تھی جب عقد نکاح باندھنے کا وقت آیا وہ شیخ رکن الدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آنجناب کے حضور میں سلطان التارکین سید السادات اور شیخ جمال ابھی حاضر تھے۔ معاً حضرت حاکم کی زبان مبارک سے نکلا کہ میں نے روز ازل سے فرزند شاہو کو جفت فرزندم شیخ نورالدین کیا ہوا ہے۔ اسی وقت امید وار داماد یعنی شاہو کو سانپ نے کاٹ کھایا اور وہ مر گیا۔ بس اس نے اپنی دختر شیخ نورالدینؒ کے نکاح میں دے دی جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جن کا نام شیخ شہاب الدین رکھا گیا۔ اور وہ اپنے زمانے میں عالم باعمل ہوئے۔

حضرت شیخ حاکمؒ کے تمام اسلاف مسلمان تھے

حضرت عثمان سیاحؒ سے منقول ہے کہ شیخ شہاب الدین کے چھوٹے بھائی شاہ کمال الدین کا بعمر چار سال و چار ماہ انتقال ہو گیا اور اس کے جنازے پر اکثر مشائخ حاضر ہوئے۔ ایک نے ان میں سے کہا کہ میں نے شاہ کمال الدین کی نماز جنازہ پڑھتے فرشتوں کو دیکھا ہے۔ حضرت شیخ الاکمل شیخ حسن افغان رحمتہ اللہ علیہ نے کہا اس میں کچھ شک نہیں کیونکہ شاہ کمال الدین معصوم تھے اور مزید برآں حضرت محبوب العارفین شیخ کبیر بہاؤالدین کا نواسہ اور حضرت سلطان التارکین شیخ حاکمؒ کا پوتا تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ ہر گروہ طبقہ کفر سے مشرف باسلام ہوا ہے مگر حضرت الیشان کی قوم حضرت بہتر آدم علیہ السلام سے مسلمان ہی چلی آتی ہے اس وقت ایک عالم نے دریافت کیا کہ یا شیخ آپ کی گفتار گوہر بار سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد مسلمان تھے۔ حضرت سلطان التارکین شیخ حمید الدین حاکم نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ میں نے اکثر معتبر کتب اور تفاسیر ماتریدی میں بھی ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔

Marfat.com

كما قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبعة نبی و سبعة ملک والباقون كلهم مسلمون الی آدم علیہ السلام فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلاف میں تا آدم علیہ السلام سات نبی سات ولی اور سات بادشاہ ہوئے ہیں اور باقی تمام مسلمان ہیں وما كان فی اسلاف النبی علیہ السلام مشرک ولا كافر وكذا فی تفسیر محمدی نبی کریم علیہ السلام کے بزرگوں میں سے نہ کوئی مشرک ہوا ہے اور نہ کافر ایسا ہی تفسیر محمدی میں بھی ہے۔ ؎

بر پیشانی ہر کہ آں نور بود ۔۔۔ نیارست کردن تباہی را وجود

شیخ نور الدین کی شادی کتخدائی اور جہیز کی خیرات

شیخ جمال اُچی سے منقول ہے کہ حضرت تیمم عزت قلیچہ نے شیخ نور کے نکاح میں اپنی بیٹی دی شیخ حاکم علیہ الرحمۃ مئو مبارک کو جانے لگے۔ تو فرمایا کہ ان کے سمدھی نے جو اونٹ گھوڑے جہیز میں دیئے ہیں وہ کھلے چھوڑ دیئے جائیں یہ خود بخود بطور رغبت روان ہو کر کوٹ مئو میں پہنچ جائیں گے۔ موضع مذکور وہاں سے چند فرسنگ کی مسافت پر تھا۔ خدا کی قدرت سے تمام جانور آگے آگے دوڑتے جاتے تھے۔ جب آپ گاؤں میں پہنچے آپ نے تمام مال ومتاع از قسم نقدی و جنس و اسپ و شتر وغیرہ درویشوں کو دیا۔

سلطان حاکم کی مقبول تصانیف

اس دعا گو شیخ شہر اللہ نے ایک دفعہ حاکم وقت کو جو تصنیف ان کے ہاتھ میں تھا اور پوچھا کہ تو تو فاسق تھا یہ درجہ کہاں سے پایا اس نے کہا بس بندگی سلطان التارکین حمید الدین شیخ حاکم کا مصنفہ معراج نامہ اور مولد نامہ جو ہندی زبان میں ہے ہمیشہ پڑھا کرتا تھا اور اس کو وظیفہ بنائے ہوا اس کی برکت سے ہوں۔

Marfat.com

(افسوس ان جردو تصانیف سے اولاد شیخ محروم ہے۔ نامیؔ)

ریاضتِ حاکمی

حضرت سید السادات شیخ مخدوم جہانیاں سے منقول ہے کہ ابتدائے حال میں سلطان التارکین ایک کوئیں کے کنارے تمام رات مشغول بعبادت رہتے تھے اور جس وقت نیند غلبہ کرتی تھی آپ اپنے نفس سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ "اگر میں تمہیں لذت خواب سے محظوظ کرتا ہوں تو خود چاہ میں گر پڑتا ہوں" پس آپ ہرگز نہ سوتے تھے اور اکثر راتیں نماز معکوس پڑھا کرتے تھے۔

شمشیر اور چرم سے سبق

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ حاکم کو چلتے چلتے ایک لوہار نظر آیا جو تلوار تیز کر رہا تھا۔ آپنے فرمایا کہ کیا ابھی کام کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا شیخ میں شمشیر تیز کر رہا ہوں تاکہ لڑائی میں اچھی طرح کاٹ سکیں آپ نے تبسم فرما کر فرمایا کہ جو کوئی عالم عدم سے وجود میں آیا ہے وہ خود بخود دارالبقا کو چلا جائے گا۔ مارنے کی کوئی حاجت نہیں۔ اس وقت آپ کی نظر ایک کفش دوز پر پڑی جو چمڑا رنگا کر لا رہا تھا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا سلطان التارکینؒ چرم خام رنگین کرا کر لا رہا ہوں آپ چشم پُرآب ہو کر فرمایا کہ مرشد کامل کے پاس پہنچ کر چمڑا رنگا بھی گیا اور خوشبودار بھی ہو گیا اسی سخن نے آپ کے دل میں کیفیت رقت اور درد پیدا کر دیا۔ اسی حال میں جن اشخاص پر آپ کی نظر پڑی وہی اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل ہو گئے۔

Marfat.com

راہزنوں کی تباہی

شیخ جمال اُچی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ بکھر، ہو اور ملتان کے گرد و نواح میں قوم لنگہ کی لوٹ مار کے سبب سے کوئی با امن آباد نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک دن سلطان التارکین علیہ الرحمۃ کا وقت خوش تھا۔ بعض مریدوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا شیخ ہم ان قطّاع الطریق قوم کے ہاتھوں سخت پریشان ہیں آپ ایک لمحہ بعد۔ بند جامہ کھول کر رو بمغرب بیٹھ گئے۔ ایک سندھی فقیر نے جو بہت گستاخ تھا عرض کیا کہ یا شیخ مغرب کی طرف سے سرد ہوا آتی ہے۔ شاید آپ حفظِ نفس کے لئے اس طرف منہ کئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس لئے نہیں بلکہ قوم لنگہ کو ندامت کرنے کے لئے اپنے شیر بچوں کو بلاتا ہوں۔ آپ کے ارشاد سے تھوڑی مدت بعد گرداں بلوچ کیچ مکران سے آ کر اس نواح میں آباد ہو گئے اور انہوں نے قوم لنگہ کو تباہ کر دیا۔

بابرکت مٹھائی

شیخ جمال اچی سے منقول ہے کہ حضرت سلطان التارکینؒ اور قاضی سعیدؒ سیاحی فرماتے تھے۔ ایک دفعہ دو دن تک کھانے کو کچھ نہ ملا۔ قاضی موصوف نے بھوک سے تنگ آ کر سلطان التارکین کی خدمت میں عرض کیا کہ یا شیخ مجھ میں شدتِ گرسنگی سے قدم اٹھانے کی بھی طاقت نہیں رہی آپ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ فلاں مجذوب کے پاس جو ملتان میں دخل نشین ہے جاؤ۔ چنانچہ جب گئے تو اس نے کچھ کیچڑا ان کے حوالے کر دیا [illegible] قاضی صاحب حضور سلطانی میں لے آئے۔ جب اسے کھولا گیا تو کپڑے میں جواہر و مروارید و زرد شیرینی کو بندھا پایا۔ حضرت سلطان التارکینؒ نے فرمایا کہ زرد جواہر و مروارید اسی کو دے آؤ اور شیرینی اپنے پاس رکھو۔ چنانچہ قاضی صاحب نے تعمیل ارشاد کر دی۔ آپ مٹھائی ہر روز کھایا کرتے تھے مگر وہ کم نہیں ہوتی تھی۔ جب آپ فوت ہو گئے تو وہ مٹھائی سلطان حاکم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں دی گئی جو کچھ تو آنجناب نے اپنے فرزند شیخ ادرؒ کے منہ

Marfat.com

بنی ڈال دی اور باقی دریا بند کروا دی۔

تمام سندھی سماع سننے لگے

شیخ عثمان سیاح سے منقول ہے کہ ایک مجلس سماع میں سلطان التارکینؒ اور سید السادات وغیرہ اکابران حاضر تھے اور شیخ فخر الدین عراقی رقص کرتے تھے ایک عالم کے دل میں گذرا کہ ان درویشوں نے کیا ناشرع پیشہ اختیار کر رکھا ہے۔ حضرت سلطان التارکین نے دل کی صفائی سے دریافت کر کے فرمایا کہ تم نے درویشوں کے طریق کو بنظر اکراہ دیکھا ہے۔ میں نے خداوند تعالیٰ سے دعا کر کے تیری اولاد کو اور تمام سکان سندھ کو سماع کا چرکا لگا دیا پس آسمان سے اس ملک کے تمام چھوٹے بڑے سماع سننے لگے۔

فضائلِ سلطان التارکینؒ

منقول ہے کہ شیخ تاج الدین حاجی دہلیز حرمین الشریفین پر ہمیشہ مجاہدہ کیا کرتے تھے۔ اور ان کے پاس مردانِ غیب اور مشائخ (ابدال) ظہور آیا کرتے جن سے وہ ہر قسم کی مشکلات حل کر لیا کرتے اور طریقت کا طریقہ سیکھتے تھے ایک دن مشائخ المشائخ سلطان التارکین حاکم آل رسول اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ذکر چھیڑا۔ پیران غیب مشائخ ابدال ظہور آپ کے مناقب بیان کرنے شروع کیے جس سے شیخ تاج الدین متحیر ہوئے ایک دن شیخ موصوف نے کہا کہ سلطان التارکین سید السادات سید جلال الدین کے مرتبے کو کہاں۔ یہ سنتے ہی تمام مردانِ غیب و مشائخ ابدال ظہور غائب ہو گئے اور کئی دن تک نظر نہ آئے۔ جب ایک روز تشریف لائے تاج الدین نے پوچھا یا حضرات مشائخ آپ کے غائب رہنے کا کیا سبب تھا۔ انہوں نے فرمایا ہمارا سبب یہی ہے کہ تم نے سید جلال الدین کو سلطان التارکین پر فضیلت دی درحالیکہ سید صاحبِ دنیا اور سلطان التارکین تارکِ دنیا۔ یہ تارک نام اور وہ صاحب نام۔ یہ جاہ مرتبہ ترک کرنے والے اور وہ اس کے

Marfat.com

طالب۔ بعد ازاں مردانِ غیب نے فرمایا کہ اگر سلطان التارکینؒ کے فضائل بیان کئے جائیں تو وہ ایک دفتر میں بھی نہیں سما سکتے

پلصراط کی دربانی

شیخ جمال سے منقول ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے سلطان التارکین کو فقیر گی مرتبہ عطا فرمایا تب آپ حضوری حاصل ہونے کے وقت درگاہ باری میں یہی التجا کرنی شروع کی کہ مجھے پلصراط کی دربانی عطا کی جائے ایک دن آواز آئی کہ جو تمہارا مطلب تھا تمہیں مل گیا آنحضرت نے بادشاہی نہیں چھوڑی بلکہ دنیا بھی ترک کر دی۔

اعتبار الفقر

شیخ المشائخ حسن افغانؒ سے منقول ہے کہ بادشاہ وقت سلطان محمد عادل نے حضرت سلطان التارکین کی خانقاہ کے خرچ کے لئے اسی گاؤں لکھ بھیجے جب آپ کی خدمت میں فرمان سلطانی پہنچا آپ نے یہ لکھ کر واپس کر دیا کہ غنا سے فقیری اچھی ہے کہ جس مال کو اپنے مصرف پر خرچ کروں مجھ پر روا نہیں اس کے لئے فرمایا کہ جو کوئی دو دنی کا محتاج ہو وہ کیوں چند دروازوں کا محتاج بنے اور یہ دوہڑہ زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ؎

سائیں دروں ایکی دھن کدو تہورا بہے   پہنا لکھیا تا نسو ہائے تی ہو سے

اور آپ کا یہ حال تھا کہ جو کچھ غیب سے آپ کو ملتا تھا ایک رات بھی نہ رکھتے تھے اگرچہ تین تین رات دن فاقہ کشی کرتے تھے اور آپ کا بھید کوئی نہیں جانتا تھا۔

رہا دیکھو رگز میر بین وں مرتوسہ ہے سلطان شمس الدین التمش نے ملک کا ارادہ جو مقاد اور جینتہ

نا بلین دا قعہ ہے۔ جاگیر دیا لیکن جب آنجناب اوچ کے مقام پر تشریف لائے تو آپ نے ایک آدمی کو شراب سے مدہوش پڑا پایا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جناب بدیع الدین صاحب ہیں جن کے نام بادشاہ نے ایک چاہ بطور جاگیر عطا فرمایا تھا۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر کہ محض ایک چاہ کی جاگیر نے اس قدر بے اعتدالی پیدا کر دی ہے تو اتنی بڑی جاگیر ضرور آپ کے پس ماندگان کے لئے بربادی کا باعث ہو گی۔ آپ نے وہ جاگیر کا پروانہ پھاڑ ڈالا۔ ناقص

شیخ راجو قتال کی ارادت

حضرت شیخ المشائخ جمالی جیسب روایت شیخ رشیدؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن شیخ الاولیاء المعظم سید احمد کبیر بن سید السادات حضرت شیخ جلال سرخ نے فرمایا کہ میری پشت میں ایک قطب زمانہ ہے جب اس بات کی خبر سید السادات مخدوم جہانیاں کو ہوئی۔ تو انہوں نے اپنی خالہ کو اپنے والد سید احمد کبیر موصوف کے عقد پر راضی کر لیا۔ اور اس بی بی سے ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام شاہ راجو رکھا گیا۔ جو ایسے مرد خدا تھے کہ ان کی آنکھوں ہی سے ذوق و شوق محبت الٰہی جلوہ گر تھی اور وہ اسی سبب سے بلقب قتال ملقب ہوئے آپ نے تمام فیض حضرت سلطان التارکینؒ سے پایا تھا۔ آنجناب کی خدمت میں آپ کے بیعت کرنے کی کیفیت ہے کہ ایک دن شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کی خانقاہ میں مجلس سماع منعقد تھی کہ ایک قوال نے شیخ حمید الدین ابوالغیث کا ایک دوہڑہ مقام سرود میں پڑھا ؎

پرینہ رمی لوور کندھی دکن کینتر دے ؛ کا ای دلار ولارجی ونہ لدی کا نوی

اس سے صوفیائے کرام کو بڑا حظ آیا اور تمام رقص کرنے لگ گئے۔ مجلس برخاست ہونے پر اس قوال نے کہا کہ میں پہلے ملتان میں حضرت شیخ رکن الدین ملتانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جہاں چند روز بسر کر کے سلطان التارکین شیخ حاکم کی بارگاہ میں مو مبارک شرف صدور حاصل کیا، چنانچہ کچھ دن ان کی ملازمت سے

Marfat.com

بہرہ ور ہو کر یہاں پہنچا ہوں اس لئے آنحضرت کے بہت مناقب اور اشعار سنائے اسی وقت سے شیخ راجو قتال کو سلطان حاکم سے اعتقاد کامل ہو گیا۔ اور وہ ہر نماز کے بعد سو مرتبہ سلطان التارکین کا نام بطور وظیفہ پڑھنے لگے۔ آخر الامر دہلی سے کوٹ متو میں حاضر ہو کر آنحضرت کے مرید ہو گئے اور صحبت حاکی میں رہ کر آپ اسرار کماہی سے خبردار اور محرم حقیقت ہو گئے۔ سلطان التارکین نے آپ سے فرمایا کہ تمام رات میرے پاس خفی ذات اور نفی اثبات کے اشغال میں مصروف رہو چنانچہ ایک ہی رات میں شیخ راجو قتال کو اللہ تعالیٰ نے درجہ اعلیٰ عطا کر کے اپنے واصلوں میں شامل کر لیا۔

شیخ بہادل اور شیخ سکندر کا مرید ہو کر درجۂ شہادت پا کر متو مبارک میں مدفون ہونا

شیخ صلاح الدین الغوث سے مروی ہے کہ سلطان بہاؤ الدین غوری خواہر زادہ سلطان علاؤ الدین غوری اور شیخ سکندر غوری سمیت ترکِ منصب کر کے سلطان التارکین کے مرید بن گئے اور لیل و نہار انہی کی خدمت میں بسر کرنے لگے۔ ایک دن آپ کا وقت خوش تھا آپ نے فرمایا فرزندم بہادل مجھ کو تجھ سے اور فرزندم سکندر سے شہادت کی بو آتی ہے۔ اس بات سے دو گھڑی کے اندر لشکر کفار نے متو مبارک پر حملہ کر کے لوگوں کا مال لوٹ لیا۔ اور شیخ المشائخ شیخ بہادل اور شیخ سکندر کو شہید کر دیا۔ ہر دو شیخ اپنے سر ہتھیلی پر رکھے پیر کی خانقاہ کی طرف آ رہے تھے کہ آپ کی نظر ان پر پڑی اور وہ وہیں اپنے سر پھینک کر گر پڑے۔ سلطان حاکم نے شیخ بہادل کو حصار متو سے باہر اور شیخ سکندر کو قلعہ متو کے اندر مدفون کیا۔ شیخ سائیں کا مزار بھی [illegible] باہر واقع ہے جس سے ہیبت برستی ہے اور کوئی شخص وہاں رات کو نہیں رہ سکتا۔

شیخ پیر محمد [illegible] کا مرید ہونا

حضرت شیخ عثمان حیات سے منقول ہے کہ شیخ پیر [illegible] ذکر الٰہی میں مشغول تھے کہ حضرت

Marfat.com

خواجہ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بشارت دی کہ میرے فرزند حمید الدین شیخ حاکم کے پاس جو شیخ رکن الدین ابوالفتح فیض اللہ ملتانی کے مرید ہیں جا کر اپنا باقی نصیبہ لو اسی رات سلطان التارکین کو در باطن فرمایا کہ شیخ پیر محمد کی تربیت کرو۔ آخر کار شیخ پیر محمد آنجناب کی خدمت میں موہ مبارک آکر مرید ہوئے اور ان کا مزار قصبہ ما تعلہ میں مشہور ہے۔

مریدانِ سلطان التارکینؒ

حضرت معظم شاہ راجو قتال سے منقول ہے کہ حضرت سلطان التارکین کے ۱۹ لاکھ مرید تھے جن میں سے بعض مردانِ غیب تھے۔ بعض اہل طیر بعض اہل سیر بعض علما۔ بعض عبّاد بعض اوتاد۔ بعض نجبا بعض غوث اور بعض قطب

حالتِ محویتِ شیخ حاکمؒ

خواجہ حسن افغان سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت سلطان التارکین کمال استغراق سے نماز فجر کی نیت باندھ کر کھڑے ہوئے جب سجدے میں گئے ایک خارِ مغیل آپ کی پیشانی میں پیوست ہوگیا اور آپ کو ذوق و شوق میں کچھ خبر نہ ہوئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے ایک خادم نے کانٹا چبھا دیکھ کر حیران ہو کر عرض کیا یا شیخ آپکی جبیں مبارک میں کیکر کا کانٹا پیوست ہے۔ فرمایا نکال ڈالو۔ جب اس نے نکالا تو اس سے ایک قطرہ بھی خون نہ نکلا۔ شیخ جمال الدین نے یہ حال دیکھ کر زبان مبارک سے فرمایا سبحان اللہ خارِ مغیل نے اس قدر گہرا زخم کر دیا مگر آپ کو نماز میں محسوس تک نہ ہوا اور طرفہ یہ کہ خون بھی نہ نکلا۔ یہ ہے شوقِ سلطان التارکین۔ آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا۔ دوہڑے سے

رتی رت نہ نکلے جے تن چیرم کوئے ؛ جے تن رتا رب سوں رت رتی رت نہ ہوئے

Marfat.com

آپ کی دعا سے ایک عورت کے ہاں سات بیٹے پیدا ہونا

حضرت شیخ المعظم شیخ راجو قتال سے منقول ہے کہ ایک دن سلطان التارکینؒ کا وقت خوش تھا اس وقت ایک صاحب جمال عورت دل میں یہ نیت کر کے آئی کہ آنحضرت دعا کریں کہ میرے ہاں اولاد ہو آپ نے کرامت سے دریافت کر کے فرمایا کہ تیری قسمت میں اولاد نہیں ہے۔ اس نے گستاخانہ جواب دیا کہ سلطان التارکینؒ اگر میری قسمت میں اولاد ہوتی تو میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتی آپ نے یہ سن کر تامل فرمایا۔ اسی وقت شہر کی ایک عورت یہ کہتی سنی گئی۔ دوہڑہ سے

کہ کا یہ بھلری کا نہاہی سو سادن آیا

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے تجھے سات فرزند دلائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

شیخ حاکم کا اپنے پیر بھائی کے حالات قبر سے مطلع ہونا

حضرت شیخ المشائخ خواجہ حسن افغان سے منقول ہے کہ حضرت شیخ رکن الدینؒ کا ایک مرید جو شراب خواری اور دیگر افعالِ شنیعہ میں ملوث تھا مر گیا۔ بندگی سلطان التارکین اس کے جنازہ میں حاضر ہوئے اور اسے دفنا کر آپ اور شاہ راجو قتال اسکے مزار پر بیٹھے رہے شاہ راجو نے مشاہدہ کیا کہ پہلے آپ کا رنگ زرد ہو گیا اور پھر یکبارگی سرخ۔ شاہ مذکور نے دریافت کیا کہ یا شیخ اس اضطراب اور اس خوش حالی کی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ منکر نکیر نے آ کر اس سے سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے اور نبی کون۔ اس نے کہا شاہ رکن عالم؟ جب اسے عذاب کرنے لگے بارگاہ رب العالمین سے ندا آئی اے فرشتو۔ اسے اذیت نہ کرو کیونکہ اس نے میرے دوست کے نام سے شفاعت چاہی ہے۔

Marfat.com

تکریم نام پیر

شیخ عثمان سیاح سے منقول ہے کہ حضرت سلطان التارکین گھوڑے پر سوار ہو کر جارہے تھے کہ ایک گاؤں آگیا جس کا نام دریافت کرنے پر آپ کو معلوم ہوا کہ رکن پور ہے۔ بس یہ سنتے ہی آپ نیچے اتر آئے اور وہاں کی خاک لیکر اپنے منہ پر مل لی اور فرمایا کہ یہ گاؤں میرے پیر کے نام پر ہے اس سے آپ ایسے مست ہوئے کہ برابر تین رات دن اپنے آپ سے بے خبر رہے۔

نزولِ باران رحمت

ایک دفعہ بھکر اور اس کے گرد امساکِ باران کی وجہ سے یہ حالت ہو گئی کہ خلقت قحط سالی اور بھوک سے مرنے لگی۔ آخرالامر شیخ نورالدین اور شیخ تاج الدین نے حضرت سلطان التارکین کی طرف رجوع کیا آپ نے باطن میں فرمایا کہ کل چند گائیں، اور بھیڑ بکریاں تصدق کریں۔ چنانچہ جب اگلے دن تعمیل ارشاد کی گئی تو اتنا مینہ برسا کہ تمام ملک معمور ہو گیا۔

وصال حضرت حاکم علیہ الرحمۃ

حضرت سید السادات شاہ راجو قتال سے منقول ہے کہ ملتان میں یہ بات مشہور ہو گئی۔ کہ اس کی ایک طرف غرق ہونے کو ہے۔ ایک درویش نے حضرت سلطان التارکین سے آکر عرض کیا کہ یا شیخ یہ کیا مشہور ہو رہا ہے آپ نے فرمایا خیر یعنی یہ بات نہیں ہے۔ مگر ان دنوں کوئی صاحب رحلت کر جائیں گے۔ آخر سات دن کے بعد ۱۲ ربیع الاول ۷۳۹ھ کو انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ کو حضرت رکن الحق والشرع والدین ابو الفتح فیض اللہ اسدی ملتانی کے روضہ منورہ میں مدفون کیا گیا اور ایک برس کے بعد آپ کے کفن میں

Marfat.com

گل وعنبر پڑا پایا۔ چنانچہ ملتان کے تمام خواص و عوام نے اسے مشاہدہ کیا جس دن ملتان میں آپ نے رحلت فرمائی شیخ جمال اچی اوچ میں تھے۔ آپ نے چشم پرآب ہو کر فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون شیخ حمیداللہ بن حکم رحلت فرما گئے۔ اسی رات سلطان شاہ ہولودھی نے جو آپ کے خاص معتقدوں سے تھے باطن میں سلطان التارکین کو دیکھا کہ دوڑے جاتے ہیں کہ میں من و تو اور این و آں کے پردے سے گذر گیا۔"

(نوٹ) اسی کتاب میں دوسری جگہ تاریخ کے متعلق مندرجہ ذیل اشعار منقول ہیں ؎

پرسی از سال وفات و عمر آں شاہ کبیر — شیخ حاکم تارک جاہ و حشم تاج و سریر

یک بیک گویم بتو لیکن بگوش جان شنو — کن بلوح دل رقم ایں نکتہ ہائے دلپذیر

شرع تولیدش بداں سلطان زاہد سالکم — سال فوتش داں ولی ناصر لسے روشن ضمیر

۲۲ جنوری ۱۹۱۲ء کو موضع میانوالی قریشیاں میں ایک قلمی ورق پر میں نے تاریخ وصال ۶ ربیع الاول ۶۶۷ھ لکھی دیکھی اور بہاولپور گزٹیئر میں ۱۲ ربیع الاول ۶۶۷ھ میں نہیں کہہ سکتا کہ کونسی تاریخ صحیح ہے کیونکہ آپ ہی کی تاریخ میں اختلاف نہیں بلکہ میں نے آپ کے جتنے ہم عصر بزرگوں کے حالات تقریباً نصف درجن کتب میں پڑھتے ہیں ان سب کی تاریخ ہائے وفات مختلف ہیں۔ ہاں میں یہ ضرور کہوں گا کہ ۶۶۷ھ متفق علیہ ہے اور اسی کو درست سمجھنا چاہیئے (نامی)

بعد از وفات حل اشکال

حضرت عثمان سیاح سے منقول ہے کہ قاضی نصیرالدین جو شیخ [illegible] بعض اشکال طریقت حل کرنے کے لئے سلطان التارکین کی خدمت روانہ ہوئے جب ملتان کے قریب پہنچے آنحضرت نے وہیں آپ کی تشفی کردی، جب بعد از حصول مراد آپ شہر مذکور میں وارد ہوئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت قطب العالم بیس روز ہوئے دارالبقا کو مرتحل ہو گئے ہوئے ہیں

Marfat.com

تالیف قلب فرزند حضرت حاکم رح

ایک دن سلطان السلاطین حسین لانگاہ ظل اللہ نے فرمایا کہ میں نے راویان اخبار سے سنا ہے کہ شیخ نورالدین بن سلطان التارکین نے شیخ صدرالدین بن شیخ اسمٰعیل سے رنجیدہ ہو کر ایک رات اپنے والد بزرگوار کی طرف رجوع کیا۔ حضرت نے باطن میں فرمایا۔ تم آزردہ نہ ہو وہ خود ہی تمہیں بمنت راضی کرے گا۔ اسی رات شیخ صدرالدین کو شیخ رکن الحق والشرع والدین نے باطن میں فرمایا کہ تم نے فرزندم شیخ نورالدین کو ناراض کر دیا ہے تمہیں خبر نہیں کہ وہ میرے سجادہ نشین کا فرزند ہے جا کر اسے فوراً راضی کرو۔ اسی وقت شیخ صدرالدین شیخ نورالدین کے گھر پر حاضر ہوئے اور معذرت کر کے انہیں خوش کر لیا۔

حلِ اشکال مصنف این رسالہ

مجھے (شیخ نصیر اللہ) چند اشکال درپیش تھے جو حل نہیں ہوتے تھے۔ پس میں ایک رات سلطان التارکین کے روضۂ منورہ و مقدسہ پر حاضر ہو کر یاد الٰہی میں مشغول ہوا۔ اور علی الصباح اٹھ کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں مجھے دو آدمی ملے جو کچھ گفتگو کرتے جاتے تھے جن کے سماع سے میرے تمام اشکال حل ہو گئے۔

سلطان التارکین کے پوتے شیخ حاکم کی نسبت شیخ بہاء الدین کا ارشاد اور انکی اولاد کے متعلق پیشین گوئی

حضرت مخدوم سید السادات شاہ ابو تراب بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کبیر زکریا ملتانی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ حضرت سلطان حاکم مرید شیخ رکن الدین ہمیشہ عالم تجرید میں بسر کرتے ہیں اور ایسے صاحب عرفان ہیں کہ ان کی تعریف نہیں ہو سکتی لیکن کیا سبب ہے کہ آپ کی دوسروں کی طرح شہرت نہیں ہے۔ شیخ کبیر نے فرمایا کہ فرزندم حاکم اپنے بہت سے معاصروں سے فائق ہیں مگر ان کا ظہور قیامت کے دن آفتاب کی طرح ہوگا۔ ان کی اولاد سے صاحب دنیا ہیں اور اکثر صاحب

Marfat.com

دل بھی وجود میں آئیں گے۔" شیخ کبیر کے ارشاد کی تصدیق میں اس رسالے کا مصنف [illegible] ہوں جو آج ہند گی سلطان التارکین کی اولاد سے بندگی شیخ الاعظم شیخ حماد غوث عصر پیدا ہو سکے [illegible] ایک دن [illegible]

شیخ حمّاد کا وقت خوش تھا ایک ہندو کے گھر اور ایک مسجد پر ایک لکڑی پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا جو دنیا [illegible] چوب پر سے گذر جائے گا وہ سمجھ لے کہ میں پلصراط پر سے گذر گیا۔ یہ بات اس وقت ایک عالم نے سن لی [illegible] کے دل میں سخت غیرت پیدا ہوئی کہ کہاں ہندو کا گھر اور یہ مسجد اور کہاں یہ لکڑی اور پلصراط مولوی صاحب [illegible] میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور آنحضرت کے معتقد جو اس لکڑی پر سے گذر گئے تھے [illegible] پلصراط کو [illegible] جاتے ہیں، اور یہ مولوی صاحب پار نہیں اتر سکتے۔ اسی اضطراب میں ان کی آنکھ کھل گئی اور صبح ہوتے ہی [illegible] دراز ی شیخ مذکور کی خدمت میں حاضر ہو کر [illegible] کہا کہ یا شیخ مجھے اجازت دیں کہ میں بھی اس لکڑی پر سے گذروں [illegible] فرمایا آں قدح بشکست وآں ساقی نماند۔ تاہم مولوی صاحب آپ کے مریدوں میں شامل ہو گئے

حضرت سلطان حسین لانگاہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن شیخ الاولیا شیخ بندگی حماد کی خدمت میں [illegible] حاضر ہوا کہ اگر آنجناب حلِ مشکلات۔ قبض و بسط و فتح الباب کی نسبت کچھ زبان مبارک سے [illegible] کا حلقہ بگوش مرید ہوں بہرہ ور ہو جاؤں آپ کا وقت خوش تھا۔ تبسم فرما کر فرمایا کہ جس کام میں [illegible] اور اس کا علاج نہ کر سکو اس کے لئے یہ کلمات سات دفعہ پڑھو۔

"حاضر شیخ حماد بن میاں میراں۔ غائب شیخ حماد بن میاں میراں۔ ظاہر شیخ حماد بن میاں [illegible] شیخ حماد بن میاں میراں۔ شیخ حماد بن میاں میراں شفیع شیخ حماد بن میاں میراں [illegible]

ابھی یہ کلمات پورے بھی نہ کرو گے کہ تمہاری مراد حاصل ہو جائے گی۔ [illegible] پڑھتا ہوں اللہ اسی دن خداوند عزوجل مجھے کامیاب کر دیتا ہے۔" اس نصیحت [illegible] کو بہت [illegible] شیخ عماد الدین حماد کا مزار متو مبارک میں مشہور ہے [illegible]

شیخ عبد الجلیل نیز سلطان التارکین کے فرزندوں میں سے حضرت سلطان العاشقین شیخ عبد الجلیل [illegible]

Marfat.com

قطب عالم ایسے مرد خدا عالم عدم سے وجود میں آئے کہ اپنے وقت کے مجتہد علم سلوک اور ظاہری بھی ہوئے۔ کہتے ہیں کہ ایکدن آپکا وقت خوش تھا آپنے ایک نظر میں سیصد کفار کو مسلمان کردیا اور بہ کرامت آپ سے ملک پنجاب میں ظاہر ہوئی آپکے حالات میں کتاب تذکرہ قطبیہ شائع ہو چکی ہے (نامی) نیز آپ کی اولاد سے شیخ منور بڑے زاہد و عابد ہوئے ہیں۔ آپ ہر رات پانچ سو رکعت نماز پڑھا کرتے اور ہمیشہ روزہ بھی رکھا کرتے تھے۔ تمام عمر مجرد رہے۔ (فرحت)

شیخ منور

شیخ ابابکر

نیز آپکے فرزندوں میں سے ایک حضرت شیخ المشائخ شیخ ابابکر عالم و عامل و عارف گذرے ہیں کہتے ہیں کہ آپنے چاہا کہ آگرہ شہر کی مسجد میں میٹھے پانی کا کنواں لگوائیں، کیونکہ شہر کے تمام چاہات کا پانی بہت شور ہے اور پیا نہیں جا سکتا۔ حضرت خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو باطن میں فرمایا کہ اس زمین میں ایک عصا مارو۔ شیخ موصوف نے تعمیل ارشاد کی۔ چنانچہ عصا کی ضرب سے برابر وہاں سے پانی جاری ہو گیا۔ جسے شیخ نے حالت بیداری بھی مشاہدہ فرمایا اور حکم دیا کہ یہاں ایک کنواں کھود دیں اس کا پانی اس افراط سے ہوا کہ اس نے تمام ضرورتوں کو پورا کر دیا۔ آپکا چاہ اور خانقاہ شہر آگرہ کے محلہ جوگی پورہ میں مشہور ہے (شیخ جمال ابابکر حضرت قطب العالم کے برادر و مرید تھے۔ تذکرہ قطبیہ آپ ہی کی تالیف کردہ ہے (نامی) نیز آپ کے فرزندوں میں سے

شیخ عبدالرحیم

شیخ عبدالرحیم بڑے خدا رسیدہ بزرگ گذرے ہیں اگرچہ آپ علم ظاہری مطلق نہ پڑھے تھے پھر بھی عالم دیا کرتے درس عربی و فارسی دیا کرتے تھے (یہ بھی شیخ عبدالجلیل کے برادر و مرید تھے (نامی)

شیخ حامد

سلطان التارکین مخدوم شیخ حاکم کی اولاد سے شیخ حامد سرمست عاشق دہر گذرے ہیں کہتے ہیں کہ ملک ماچھی کھوکھر بادشاہ وقت سلطان حسین لانگاہ سے منحرف ہو کر قلعہ نشین ہوا تھا اور بادشاہ کے قابو نہیں آتا تھا۔ آخر لاچار ہو کر اس نے شیخ حامدؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ ملک ماچھی آپ کے خاندان کے مریدوں میں سے ہے اگر آپکے کہنے سے ہی وہ مجھے آملے تو اس کے حق میں بہتر ہے۔ آپنے اسے کہلا بھیجا کہ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو آکر بادشاہ سے ملاقی ہو۔ اس نے نہ مانا آپنے فرمایا اگر تو نہیں آتا تو تیرا قلعہ آجائیگا اسی وقت خدا وند عزوجل کی قدرت سے وہ قلعہ گر پڑا اور سلطان حسین لانگاہ کی فوج نے حملہ کر کے ملک ماچھی کو شہید کر دیا۔

شیخ حامد حضور قطب العالم عبدالجلیل کے چچا تھے۔

Marfat.com

تصانیفِ شیخ حاکم

حضرت شیخ عثمان سے منقول ہے کہ سلطان التارکین نے ایک سو بیس [۱۲۰] کتابیں تصنیف کی ہیں مثلاً فقہ میں بحار صرف میں پنج گنج۔ تفسیر میں نیام اور نظم میں گلزار جن کتابوں کا یہاں نام لیا گیا ہے ان میں سے صرف دو میری نظر سے گذری ہیں ایک پنج گنج جو عربی صرف کی ایک مشہور درسی کتاب ہے مگر اس میں مصنف کا کہیں ذکر نہیں غالباً وہی آپ کی مصنفہ ہوگی۔ دوسری گلزار جو منظوم ہے اور جس میں قریباً تین ہزار اشعار ہیں۔ اس کی ایک نسخہ کی نقل خاکسار کے پاس بھی ہے اور مثنوی مبارک اور رباعیات میں بھی یہ حمد و مناجات ثنا مدح پیر مراثی اور غزلیات سے مزین ہے نثر میں اپنے تین ورق کی ایک ایسی برجستہ اور موثر مناجات تحریر فرمائی ہے جس پر عقد ثریا بھی نثار ہے۔ یہ مناجات خاکسار نے حضرت سید احمد توختہ ترمذی کے حالات میں طبع کرادی ہوئی ہے۔ تفسیر کا نام اچھی طرح نہیں پڑھا گیا اور فقہ کا بھی پتہ نہیں، گلزار بھی میں نے شائع کرادی ہوئی ہے۔ نامی

ذکرِ حضرت سلطان التارکین در انیس الواعظین

انیس الواعظین جیسی مقبول کتاب میں، جو کئی مطابع میں مع تراجم چھپ چکی ہے جا بجا آپ کا ذکر خیر موجود ہے چنانچہ مختلف مقامات پر آپ کے مفصلہ ذیل اشعار منقول ہیں۔

عجب از دوستے کہ خواب کند — خواب بر دوستاں شدہ است حرام

بصیر است جملہ را در ظلمت تحت الثریٰ بیند — خبیر است مرد را پیدا است مغز آنواں باتی

علیم است اندکی بسیار داند ظاہر و باطن — سمیع است بشنود رازہائے مردم در دل

اے جواں گرچہ امید پیری است اہتمام یکوشش — زانکہ کاہ پیر ماند جواں نے بگذرد

ہر کہ در راہِ دوست کشتہ نشد — گرچہ اہل کنش مردار است

کتاب مذکور کی مفصلہ ذیل عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ مصنف صاحب حضرت حاکم فرزند کے مرید تھے

Marfat.com

اور وقت تحریر کتاب موجود تھے اور دوسری عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موصوف شیخ ابوبکر کے چچا کے پیر تھے۔

(۱) "می گوید بندۂ خاطی مولف این مجالس ابوبکر بن محمد علی القریشی المنقلب بہ بدر غفر اللہ لہ ولوالدیہ کہ شنیدم از مخدوم پیر زادہ و از پدر بزرگوار شیخ حمید الدین حاکم متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ وایشان گفتہ اند کہ من از شیخ المشائخ قطب الاولیا رکن الحق والشرع والدین ابوالفتح قدس سرہ العزیز ××× و ہم بندگی مخدوم فرمود نشانِ حج مقبول آنست کہ حاجی را اشتیاق کم نشود بلکہ روز بروز زیادہ گردد۔"

(۲) "بندگی مخدوم پیر زادہ مولف این مجلس شیخ حمید الدین حاکم سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ فرمود کہ شیخ الاسلام رکن الحق والدین ابوالفتح قدس اللہ قدس سرہ العزیز گفتہ مردے صالح باشد برکت در پیر وال اثر کند چوں صلاحیت او بیش شود در ہمسائیگان او اثر کند چوں از ان بیش بر دو در آں شہر اثر کند چوں از ان بیش شود دراں ولایت اثر کند چوں بیش شود در اقلیم اثر کند۔"

گلزارِ حاکمی[1] سے چند گلہائے روح پرور

حمد

اے بردلِ بوستان از صنع خود آراستہ	وے دردلِ دوستاں از معرفت پیراستہ
سبزہ افتادہ بسجدہ شد بنفشہ در رکوع	شاخِ گل در قعدہ و سرو از قیامت خاستہ
اے کمالِ قدرتِ تو آفتابست باکمال	گاہ افزوں می شود گاہے بگاہے کاستہ
تنگ کے آئی گہے از خواہش خواہند گال	مے رسد از درگہت چوں خواست ناخواستہ

[1] "گلزار" کو میں نے ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۸ء میں شائع کر دیا تھا مگر کاتب اور مصحح مطبع کی غفلت سے بہت غلط چھپی۔ ایک کاپی صحیح کردہ موجود ہے خدا دیکھئے کسے صحیح چھاپنے کی توفیق دے۔ ناتی ۱۳۷۸ھ

Marfat.com

عونِ خاصِ تست کاں خاصانِ خود را دادهٔ — حالتے هم پاکبازی خواسته آں خواسته

گرچه از جرم است مشحون کن وجود زار در جود — چوں وجود راستاں از راستی آراسته

مناجات

چند از درگهت جدا باشم — گر تو خوانی جدا چرا باشم

جز درت هیچ جا ندارم من — گر برانی ز در کجا باشم

گر نه جویم ترا کرا جویم — گر نه باشم ترا کرا باشم

گر من از تیغِ عشق کشته شوم — از شهیدانِ کربلا باشم

جاں ز شوقت مرا به لب آمد — مهر کن چند در عنا باشم

که بدریای هجر مانم غرق — من اگر آشنا ترا باشم

نعت

محمد آنکه شاهِ راستین است — خورِ اسلام ماهِ نازنین است

جنابش ملجاء هر خاص و عام است — خطابش رحمة للعالمین است

رضای ایزدی در بیعتِ اوست — که از پی سال بسیار اندرین است

خطش مشکین خطے برگرد ماه است — دو با سبزه بگردِ یاسمین است

نباشد چوں تبسم یاقوتِ لعل — نه چوں دندانِ او دُرِّ ثمین است

براقش تیز رو از برقِ لامع — چنیں مرکب کرا در زیر زین است

شبِ معراج همراهش در آں راه — نه روح الله نه روح الامین است

تو ختمِ انبیائی امتت را — همه ملکِ جهاں زیرِ نگین است

ز شوقت جانِ شیریں بر لب آمد — دلم از تلخیِ هجرت غمین است

Marfat.com

بکن چشم زروئے خویش روشن — توقع از جنابت ہمچنیں است
ولے ترسم مبادا بے نفاست — بمیرم ناگہ مرگ اندر کمیں است

چند ابیات از ترجیع بند در مدح پیر خود

ما کہ در ملکِ عشق سلطانیم — عرش را فرشِ خویش مے دانیم
ملکِ عالم بر پشتِ پاذرہ ایم — تو چہ دانی چہ پاک بازانیم
ہست پروازِ ما ز عرش رفیع — اللہ اللہ چہ شاہبازانیم
روحِ پاکیم گرچہ از خاکیم — جانبِ اصلِ خود خرامانیم
چوں ملائک بعالم الملکوت — در رسیدیم، گرچہ انسانیم
دردِ عشقت بجاں خریدستیم — تا نہ دانی بہ بندِ درمانیم
گر بمار نجہا رسد نہ کسے — ہم نرنجیم ہم نرنجانیم
گرچہ در راہِ دوست شمشیر است — سر بازیم در رخ نگرانیم
گرچہ از گفتگو زبان بستیم — در ثنایت ہزار دستانیم
دست چوں بر طنابِ او کرزنیم — خیمہ عرش را بجنبانیم
دل بدہ ہائے ودل چرا بندیم — چند رونے درو چو مہمانیم
در جہاں گرچہ سروریم عزیز — نسبتِ آں جہاں بزندانیم

شکر حق را کہ ما مسلمانیم — جز تو دیگر خدا نمے دانیم
مرحبیب ترا کہ بندۂ تست — بحقیقت رسول صلے خوانیم

Marfat.com

بندگان تو ایم از عهدست — گرچه اهل خطا و نسیانیم
گرچه از طالبان خاص نه ایم — سخن و اصلان همی رانیم
رایگان بخش ای کریم از آنکه — مفلس و بی‌سر فضل نگرانیم
حاکما چون بحکم پیر خودیم — بر همه حکم خویش می‌رانیم
غوث الاسلام شیخ رکن الدینؒ — مقتدای زمانه قطب زمین

مرثیه بی بی عائشه بنت قاضی حمید الدین احمد علیهما الرحمة والغفران

عالمی تازه شد بوقت بهار	چه کنم بی جمال تو چه کنم	در شگفته است هر طرف گلزار	چه کنم بی جمال تو چه کنم
وقت نقش و نگارستان است	ابر چون چشم نیک‌بان است	گل چو روی تو گرچه خندان است	〃 〃 〃
چهره‌سازان بجلوه اندر گل	کرد بلبل ز عشق گل غلغل	غلغل بلبل و خوشی گل و مُل	〃 〃 〃
مست نرگس چو چشم مرغوبان	سرخ گل همچو لعل محبوبان	سبزه سبز چون خط خوبان	〃 〃 〃
ای ز لعل مرا مزید حیات	بی تو تلخ است جمله لذات	شکر و شهد بلکه آب حیات	〃 〃 〃
تا شدم من ز بوی زلفت دور	همچو موی تو درهم و رنجور	نکهت مشک و عنبر و کافور	〃 〃 〃
ای مرا بی رخت چو زندان باغ	ز آتش هجر تست دل داغ	جای تو گر بود هزار چراغ	〃 〃 〃

چند اشعار از ترجیع بند که حضرت حاکم برفات خالزاده خود شیخ شرف الدین الیاس کمال ترجیع گفته

دل در جهان مبند که دار فناست آن — دنبال آن مگرد که بی‌لابقاست آن
نازی چه بر حیات چو آن پایدار نیست — اندیشه کن ز مرگ که اندر قفاست آن

گیرم ز جهد ملکِ سکندر گرفته — آخر نگو بملکِ سکندر کجاست آں
ترکِ جہاں بگیر باعمالِ نیک کوش — کارے بکن کہ در خور فوز و جزاست آں
توفیق خواہ از حق و بشکن ہوائے نفس — کاسے بہ پیش گیر کہ کارِ خداست آں

اہلِ دلاں ز دارِ فنا دل نہ بستہ اند — اینک بحق رسیدہ زآفات رستہ اند
شاہا کہ عمر در طلب سیم و زر گذشت — آں جملہ را گذاشتہ خود وگذشتہ اند
دیدی شرف کمال بگو نہ بحق رسید — خوش وقت آں کساں کہ بدیں گونہ زیستہ اند
ہستند شاد یا درسیے باد شاہ دیں — سوئے بہشت رفتہ پساں از سر یقین

غزل

من عاشقِ سرستم از دار نیاندیشم — پروانہ جاں بازم از نار نیندیشم
چوں طالبِ دیدارم زاغیار چہ غم دارم — چو عاشقِ گلزارم از خار نیندیشم
با دوست چو شغل لم دشمن چہ کند بر من — چوں گنج بدست آمد از مار نیندیشم
من عاشقِ جانانم بر خاستہ از جانم — چوں بے سر و سامانم از غارتگر نیندیشم
من دارِ ملامت را چوں تختِ شہی دانم — حلاّج دشم عاشق از دار نیندیشم
گوئی چو توئی عاشق برخیز ز جاں حاکم — خود کار ہمیں کار است زیں کار نیندیشم

غزل

گر ببینم دلبر باسے خویشس را — شکرہا گویم خدائے خویش را

Marfat.com

از فراق او سزا با دیده ام [illegible] — یابم از وصلش جزائے خواہش را
چشمہائے من رواں چوں چشمہا است — خوش بہ بینم چشمہائے خواہش را
جاں نثار خاک اقدامش کنم — گر بیابم جاں فزائے خواہش را
دم بدم بر من جفا با گر کند — آں برم بر سر دعائے خواہش را
در رضائے او رضائے خود کنم — ترک گیرم من رضائے خواہش را
راه یابم گر بکوئے وصل او — شکر گویم رہنمائے خواہش را
سرفرازی سروری ہم بخشدم — بر سرم بنہد ہمائے خواہش را
عالم مسکیں چہ شک شاہے بود — گر نوازی مر گدائے خواہش را

من کہ کم [illegible] خواہ [illegible] — [illegible]
اغنیا النفر [illegible] باتن خود از رضا — [illegible]

نشو و نما از مملکت [illegible] — پادشاہم [illegible]
از برائے [illegible] — چند روزے [illegible]
نیست در [illegible] — [illegible]

عشق

ہر کہ در بند عشق و دلربا است — [illegible]
ہر کہ از درد عشق محرم است — [illegible] نفس ربوا است
خرد از نام ننگ [illegible] — [illegible] عاشقاں [illegible]
عاکفا عشق در رہ [illegible] — [illegible]

Marfat.com

نقشہ اولاد جد بزرگوار شیخ حاکم

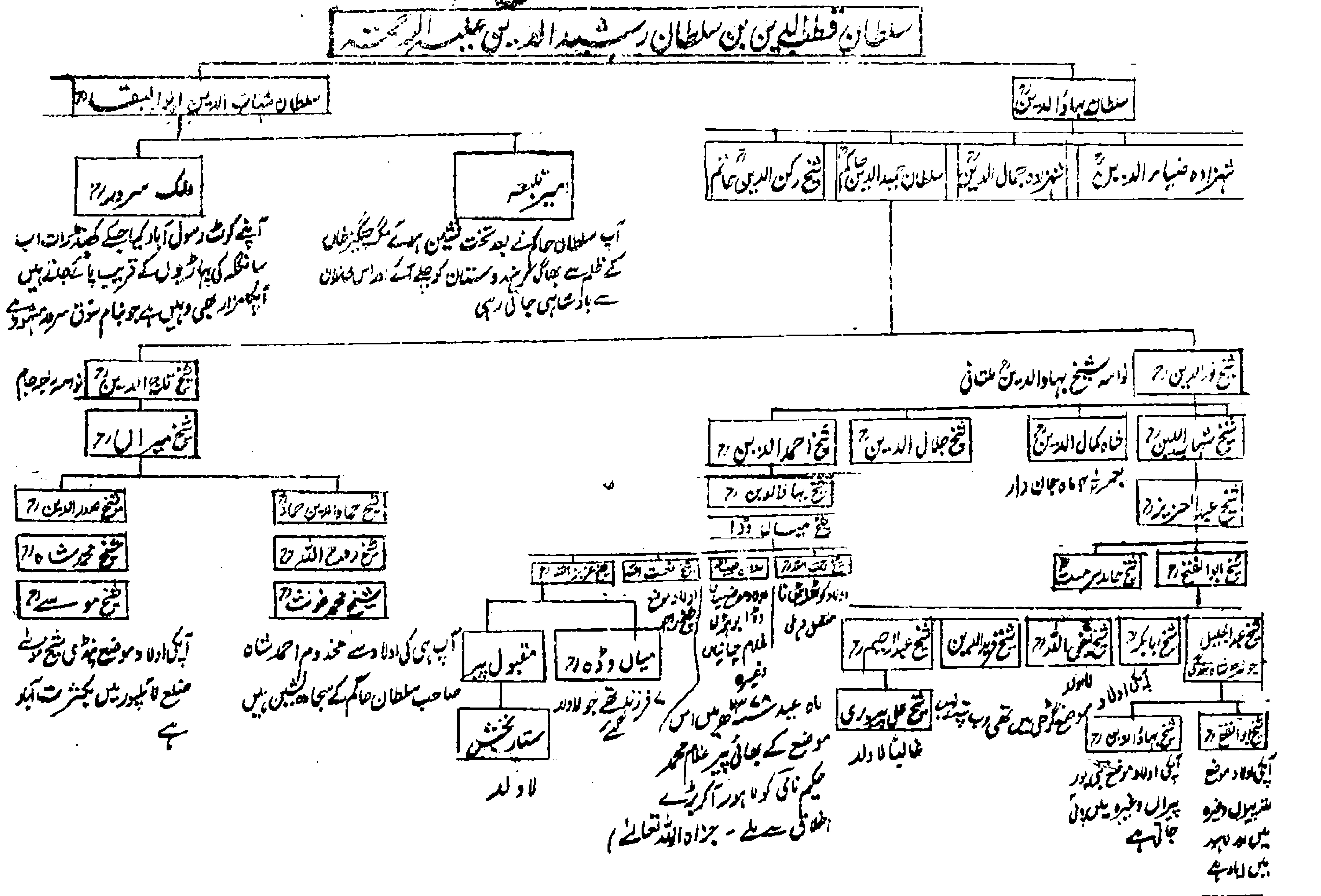

Marfat.com

حضرت اشرف کی زندہ یادگاریں

سیدنا پیر محمد اشرف عالم شاہ صاحب مرحوم ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۳۲ء کو جاں بحق ہوا اور اپنے خاندانی قبرستان واقع جانب مغرب موضع رتہ پیراں کی علیحدہ چوکھنڈی میں اپنے باپ دادا کے پاس مغرب سمت دفن ہوئے ۷۵ برس عمر پائی۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ (ملاحظہ ہو مزارات کا فوٹو تاریخ جلیلہ اور دیوان قلندر شاہ میں) آپنے خدائے واحد کی عبادت کے لئے اپنے محلو کہ دیہات میں تعمیر کردہ یہ یادگاریں چھوڑیں

(۱) علاقہ بھر میں لاثانی جامع اشرف تعمیر کردہ ۱۳۴۳ھ (تفصیل تاریخ جلیلہ میں مع فوٹو درج ہے صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹)

(۲) خوشنما عروس المساجد موضع دتیال جو آپ نے اپنے اہلبیت (محترمہ مہتاب سلطانہ) کی طرف سے ۱۳۴۷ھ میں تعمیر کرائی (دیکھو تاریخ جلیلہ صفحہ ۲۲۹)

(۳) مسجد واقع موضع قلعہ سیتا شاہ۔ جس کی مرمت پھر آپ کی اولاد نے کی اور کتبہ صوفی عبدالمجید پروین رقم سے لکھوا کر ۱۳۶۴ھ میں نصب کیا۔ (فوٹو اور تاریخ گلزار حاکمی کے صفحہ ۱۳ (ج) میں درج ہے)

پختہ مکانات جو حضرت اشرف نے زندگی میں تعمیر کرائے

(۱) اپنے والد بزرگوار پیر غلام محی الدین شاہ مرحوم کے پختہ مکان رتہ پیراں مشرقی جانب واقع کو [illegible] وسیع کیا در ۱۳۴۹ھ (تاریخ کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ جلیلہ صفحہ ۲۲۰)

(۲) مغربی طرف کے مکان کو از سر نو تعمیر کرایا برائے رہائش نور چشمی وحیدہ سلطانہ بنت برادام حافظ مختار الٰہی (از بطن سعیدہ سلطانہ دختر اشرف) یہ لڑکی اپنی والدہ کے ترکہ کے ۲۱ مربعوں کی حسب رواج چنیں حیات مالکہ درج کاغذات مال ہوئی۔ اس باپردہ حیادار لاولد لڑکی کی اراضی میں خلاف وصیت اشرف اس کا شوہر

Marfat.com

مختار عام ہیں کر رہے ہیں جو وہ دیدل کر رہا ہے وہ اس کی ایمانداری پر دال ہے، خدا اسے جزا دے
حضرت اشرف کے دیوانخانہ کے مغربی دروازہ پر یہ شعر بحروف جلی نقش ہے ؎

فیاضیٔ اشرف کے کرشمے ہیں چپ و راست　　فیاض کے دربارِ معلّٰی کا ہے یہ باب

حضرت اشرف کی فیاضی کے کرشمے صرف رتہ پیراں ہی میں نہیں بلکہ منڈی مرید کے کے کارخانوں اور کوٹھی میں بھی نظر آتے ہیں ؎

ریاض و ظفر اور نامی کی ثروت　　ہے سب شاہ اشرف کی مرہونِ منّت
تقاضا ہے احساں شناسی کا یہ　　کریں دل سے اولادِ معطی کی خدمت

ذخیرہ محمد اقبال مجددی لاہور

حضرت اشرف کی بعد وفات یادگاریں

(۱) کتاب یادگار اشرف، جس میں آپ کا، آپ کے بزرگوں کا اور اولاد کا ذکر ہے اور آپ کے عقیدت مند مسلم و غیر مسلم کے خطوط کی نقل درج ہے۔ تمثال اشرف وغیرہ سمیت (مطبوعہ ۱۹۳۲ء)
(۲) عمارت یادگار اشرف، جو آپ کے نواسوں نے تعمیر کی اس کا فوٹو کشیدہ ۱۹۳۶ء تاریخ جلیلہ مطبوعہ ۱۹۳۷ء کے صفحہ ما بین ۲۲۰ و ۲۲۱ میں موجود ہے۔
(۳) وقف دو صد گھماؤں اراضی بنام خانقاہ جدّ خود حضرت قلندر شاہ ولیؒ و مسافر خانہ زیر تولیت ہمشیرہ زادہ خود غلام دستگیر نامی جس کا انتظام واقفِ مرحوم کے نواسہ محمد افضل شاہ جانشین اشرف رتہ پیراں کے سپرد ہے۔
(۴) وقف ۱۹ کنال اراضی برائے آبادی خانقاہ حضرت عبد الجلیل چوہڑ شاہ بندگی لاہوری واقع علاقہ قلعہ گوجر سنگھ میکلوڈ روڈ لاہور، جس کی آمد سے نیاز مند نامی نے نہ صرف ۴½ کنال رقبہ کی خانقاہ اور مسجد کو سنگین عمارتوں سے محفوظ بنایا ہے بلکہ بزرگان خاندان کے آثار کی بھی حفاظت کی ہے۔ جدید یادگار

Marfat.com

مسجد کا مرمریں فرش ہے۔ بزرگوں کے تبرکات محفوظ کر دہ کی تفصیل کتاب اذکار قلندری کے آخری دو صفحوں میں دی ہے۔ اس کے بعد قصائد قلندری اور تذکرہ حمیدیہ شائع ہوا ہے۔

جائداد اشرف سے متمتع ہونے والوں سے خطاب

جائداد اشرف سے تمتع اٹھانے والو! ویران مسجدوں کو آباد کرنے کی طرف بھی توجہ کرو جو حضرت اشرف فی سبیل اللہ ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے بنوا گئے ہیں۔ خود غرضی سے ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنوانے سے کہیں بہتر ہے کہ موجودہ مسجدوں کو آباد کیا جائے۔ اگر آپ صاحبان سالانہ آمدنی کا کچھ حصہ بھی [illegible] تو یہ مسجدیں آباد رہیں اور ثواب بھی زیادہ ہو۔ ہمارا ایک عزیز مسجد بن کر [illegible] کی دوکان اور [illegible] کی مثل کا مصداق بنا ہوا ہے۔ کاش وہ اپنی کثیر دولت سے کچھ وقف مسجد کر کے بیٹے کو متولی بناتا۔

وقفِ خانقاہ جبیلہ اور لاہور ٹرسٹ

۱۹۴۱ء ابتی اٹھارہ سال سے اس وقف کو ٹرسٹ [illegible] بنا [illegible] میں تبدیل کرنے کا منصوبہ تیار کر رکھا ہے۔ گورنمنٹ مغربی پنجاب کے [illegible] کی منظوری [illegible] برسوں بیت گئے ہیں نے آخر بعد ان انتظار یہ ٹرسٹ کو لکھا کہ اگر آپ نہیں بنانا چاہتے تو [illegible] اجازت دیں [illegible] مطابق اسے آباد کروں۔ اس تحریر کو بھی عرصہ ہو گیا ہے۔ اور تا حال مسئلہ حل نہیں [illegible] وقت پانچ ہزار روپیہ فی مرلہ کی قیمت رکھتی ہے۔ [illegible] مشتمل ہے۔ ٹرسٹ کی طرف سے کوئی فیصلہ نہ ہونے کا یہ نتیجہ ہے کہ [illegible] ہزار ہا روپیہ واجب الادا ہے۔ جو بوجہ تذبذب دبائے بیٹھے ہیں۔ خدا کرے ٹرسٹ جلد کسی نتیجہ پر پہنچے اور وقف کے بھلے دن آ سکیں۔

Marfat.com

خانقاہِ جلیلہ کے کتبے

ان کتبوں کی نقل ضمیمہ تاریخ جلیلہ میں درج ہے تازہ فرش بندی مسجد

کی تاریخ ملاحظہ ہو

(۱) پئے تاریخ فرشِ مسجدِ عبدالجلیلؒ ما! "زنامی فرشِ سنگِ مرمریں زیبا" خرد گفتا
۱۳۷۸ھ

(۲) مرمریں فرش بنا فضلِ خدا سے نامی! "فرشِ مسجد کا بندھا خوب" ہے اسکی تاریخ
۱۳۷۸ھ

تذکرہ حمیدیہ کی تاریخ اشاعتِ ثانیہ

(۱) پئے زہرِ لا مذہبی، نامیا! یہ ذکرِ حمیدیہ تریاک ہے
اگر اس کی تاریخ مطلوب ہو تو لکھ لو کہ "یہ تذکرہ پاک ہے"
۱۳۷۸ھ

(۲) "تذکرہ احمد"
۱۳۷۸ھ

از

غلام دستگیر نامی متولی۔ مکاندار مکان نمبر ۱۴۱۹ محلہ چابک سواراں

لاہور

8372

Marfat.com